انوارخطابت

برائے رجب المرجب

حصہ ہفتم

تالیف

مفتی سید ضیاء الدین نقشبندی قادری

شیخ الفقہ جامعہ نظامیہ وبانی ابوالحسنات اسلامک ریسرچ سنٹر

ناشر

ابوالحسنات اسلامک ریسرچ سنٹر، مصری گنج حیدرآباد، الہند
Ph.No:04024469996(6:30 to 10:30 pm)
Website: www.ziaislamic.com
Email:zia.islamic@yahoo.co.in

نام کتاب	:	انوارخطابت' حصہ' ہفتم، برائے رجب المرجب
تالیف	:	مفتی سید ضیاء الدین نقشبندی قادری، شیخ الفقہ جامعہ نظامیہ وبانی ابوالحسنات اسلامک ریسرچ سنٹر
طبع اول	:	1432ھ م جون 2011ء
تعداداشاعت	:	ایک ہزار(1000)
قیمت	:	35روپئے
ناشر	:	ابوالحسنات اسلامک ریسرچ سنٹر' مصری گنج، حیدرآباد دکن
کمپوزنگ	:	ابوالبرکات کمپیوٹرسنٹر' مصری گنج، حیدرآباد دکن فون نمبر:040-24469996
کتابت	:	حافظ شیخ احمد محی الدین رفیع
پروف ریڈنگ	:	مولانا غلام خواجہ سیف اللہ سلمان صاحب، مولانا محمد افسر الدین قادری صاحب
ملنے کے پتے	:	جامعہ نظامیہ، شبلی گنج، حیدرآباد دکن
		ابوالحسنات اسلامک ریسرچ سنٹر' مصری گنج، حیدرآباد
		دکن ٹریڈرس، مغل پورہ، حیدرآباد
		عرشی کتاب گھر، میر عالم منڈی، حیدرآباد
		ابوالبرکات پرفیومرس، روبرو نقشبندی چمن، حیدرآباد
		مکتبۃ الحسنات، مصری گنج، حیدرآباد
		مکتبہ رفاہ عام، گلبرگہ شریف
		تصانیف حضرت بندہ نواز، گیارہ سیڑھی گلبرگہ شریف
		ہاشمی محبوب کتب خانہ تعظیم ترک مسجد، بیجاپور
		دیگر تاجران کتب، شہرومضافات

فہرست

پیش لفظ

ابو الحسنات اسلامک ریسرچ سنٹر کے شعبۂ نشر واشاعت کی جانب سے عقائد وکلام ،تذکرہ وسیر،فقہیات واخلاقیات ،جدید تحقیقات اور خطبات پر مشتمل کتابیں طبع کروائی جاتی ہیں،گزشتہ ماہ جمادی الثانی 1432ھ انوار خطابت برائے جمادی الاخری حصہ ششم ،انوار الادعیۃ من الاحادیث النبویۃ اور انوار الاحادیث کی طباعت عمل میں آئی ،جاریہ ماہ کتاب ''حضرت خواجہ غریب نواز رحمۃ اللہ تعالی علیہ' حیات وتعلیمات'' شائع ہوئی۔ریسرچ سنٹر کی جانب سے حضرت مولانا مفتی حافظ سید ضیاء الدین نقشبندی دامت برکاتہم العالیہ شیخ الفقہ جامعہ نظامیہ وبانی ابو الحسنات اسلامک ریسرچ سنٹر کی تصانیف بنام ''انوار خطابت'' کی اشاعت کا جو سلسلہ شروع کیا گیا زیر نظر کتاب ''انوار خطابت برائے رجب المرجب حصۂ ہفتم'' اسی سلسلہ کی ساتویں کڑی ہے۔حضرت مفتی صاحب نے اس حصہ میں ماہ رجب کی مناسبت سے چار تقاریر تحریر فرمائی ہیں،جس کے عنوانات یہ ہیں:(1) حضرت خواجہ غریب نواز رحمۃ اللہ تعالی علیہ حیات وتعلیمات،(2) نماز تحفۂ معراج،(3) سفر معراج اور برزخی احوال اور (4) معجزۂ معراج اسرار وحقائق۔

مفتی صاحب نے پہلی تقریر میں حضرت غریب نواز رحمۃ اللہ تعالی علیہ کی حیات مبارکہ،احوال شریفہ،تبلیغی مساعی اور کرامات تحریر کئے ہیں،دوسری تقریر میں نماز کی اہمیت وتاکید' دین اسلام میں اس کا مرتبہ،نماز میں کوتاہی کرنے والوں کے لئے اور نماز ترک کرنے والوں کے لئے وعیدیں اور بطور نمونہ نماز سے متعلق چند صحابۂ کرام کے احوال واقوال بیان کئے ہیں،تیسری تقریر میں سفر معراج میں پیش آنے والے برزخی احوال لکھے ہیں،جن میں مجاہدہ کرنے والوں کے لئے ،قرض دینے والوں کے لئے اور غصہ ضبط کرنے اور عفو درگزر کرنے والوں کے لئے اجر وثواب کی خوشخبری ہے اور نماز ترک کرنے والوں کے لئے ،زکوۃ نہ ادا کرنے والوں کے لئے ،بے عمل واعظین وخطباء ،سودخوروں اور غیبت کرنے والوں کے لئے دردناک عذاب کی وعید ہے۔چوتھی تقریر میں حضرت شیخ الفقہ صاحب نے معجزۂ معراج میں پنہاں اسرار وحقائق بیان کئے ،اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی اعجازی شان،سفر معراج کی حکمتیں،براق کے انتخاب کی حکمتیں،مسجد اقصی تشریف لے جانے کی حکمتیں اور دیگر حکمتیں تحریر کی ہیں۔خطباء کی سہولت کے لئے آخر میں خطبۂ ثانیہ با اعراب شامل کیا گیا۔

اللہ تعالی سے دعاء ہے کہ وہ اپنے حبیب کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے صدقہ وطفیل اس خدمت کو قبول فرمائے اور اس اشاعتی سلسلہ کی تکمیل کی توفیق عطا فرمائے۔آمین

شعبۂ نشر واشاعت ابو الحسنات اسلامک ریسرچ سنٹر،حیدرآباد الہند

حضرت خواجہ غریب نواز رحمۃ اللہ علیہ' حیات وتعلیمات

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنُ، وَالصَّلوٰةُ وَالسَّلَامُ عَلَى سَيِّدِ الْاَنْبِيَاءِ وَالْمُرْسَلِيْنُ، وَعَلٰى آلِهِ الطَّيِّبِيْنَ الطَّاهِرِيْنُ، وَاَصْحَابِهِ الْاَكْرَمِيْنَ اَجْمَعِيْنُ،وَعَلٰى مَنْ اَحَبَّهُمْ وَتَبِعَهُمْ بِاِحْسَانٍ اِلٰى يَوْمِ الدِّيْنُ .

اَمَّا بَعْدُ! فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ، بِسمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ : هَلْ جَزَاءُ الْإِحْسَانِ إِلَّا الْإِحْسَانُ .صَدَقَ اللهُ الْعَظِيْمُ .

دین اسلام حسن اخلاق اور پاکیزہ کردار کی تعلیم دیتا ہے،دوسروں کے ساتھ شفقت ومحبت سے پیش آنے کی ہدایت دیتا ہے،اچھائی کا بدلہ اچھائی سے دینے اور اپنے محسنوں اور کرم نوازوں کا شکر ادا کرنے کا درس دیتا ہے،اللہ تعالی کا ارشاد ہے:

هَلْ جَزَاءُ الْإِحْسَانِ إِلَّا الْإِحْسَانُ .	کیا احسان کا بدلہ احسان کے سوا' بھی کچھ ہوسکتا ہے؟۔

(سورۃ الرحمٰن۔60)

یعنی احسان کا بدلہ احسان ہی ہے۔

برادران اسلام! کوئی کسی مصیبت زدہ وتنگدست شخص کی اعانت کرکے احسان کرتا ہے تو کوئی کسی نادار وخستہ حال کی امداد کرکے احسان کرتا ہے،کوئی کسی غمزدہ کے ساتھ غمخواری کرکے احسان کرتا ہے تو کوئی کسی پریشان حال وشکستہ دل کے ساتھ ہمدردی کرکے احسان کرتا ہے،کوئی کسی بے سہارا کو سہارا دیکر احسان کرتا ہے تو کوئی کسی خوف زدہ شخص کے لئے مونس بن کر احسان کرتا ہے اور کوئی کسی مریض کا علاج کرواکر احسان کرتا ہے تو کوئی کسی بیوہ ویتیم کا تعاون کرکے احسان کرتا ہے۔

اس طرح کے احسانات کرنے والا ہمارا محسن تو ہے لیکن اس کا یہ احسان سب سے بڑا احسان نہیں، کیونکہ مال ودولت خرچ کرکے کسی کی جان بچانا یہ اتنا عظیم احسان نہیں بلکہ اپنی انتھک محنتوں اور مخلصانہ کاوشوں کے ذریعہ کسی کا ایمان بچانا سب سے بڑا احسان ہے۔

حضرات! غور کرنا چاہئے کہ جب دین اسلام نے دنیوی احسان کرنے والے محسن کے احسان ماننے اور اس کی شکر گزاری کا اس طرح حکم دیا ہے تو پھر اس محسن کے احسان پر ہمیں کس درجہ شکر گزاری کا مظاہرہ کرنا چاہئے کہ جس نے ہمیں نہ صرف دنیوی زندگی کے اصول سکھائے بلکہ دین وایمان ہم تک پہنچایا، جس نے ہمیں زندگی کا سلیقہ اور بندگی کا طریقہ سکھایا، اصول معیشت سے آگہی بخشی اور آداب معاشرت سے روشناس فرمایا اور حسن اخلاق، پاکیزہ عادات، عالی اقدار اور بلندیٔ کردار کی تعلیم دی۔

وہ ذات عالی وقار محسن امت، غواص بحر معرفت، امام الاولیاء، قدوۃ الاصفیاء، سلطان الہند حضرت خواجہ معین الدین سجزی غریب نواز رحمۃ اللہ علیہ کی ہے، جنہوں نے ہندوستان کی سرزمین پر اسلام کی شمع کو روشن کیا، حضرت غریب نواز رحمۃ اللہ علیہ نے مصطفوی اخلاق کا وہ نمونہ پیش کیا کہ آپ کے اخلاق کی پاکیزگی اور کردار کی بلندی دیکھ کر لوگ تنہا تنہا اور جوق در جوق دائرہ اسلام میں داخل ہوئے۔

حضرت غریب نواز رحمۃ اللہ علیہ نے باشندگانِ ہند کو دولت اسلام اور نعمت ہدایت دے کر جو احسان فرمایا، اس کی احسان مندی اور شکر گزاری کرتے ہوئے آپ کا تذکرہ کرنا، اہل ہند کا فرض ہے اور ان پر قرض بھی۔

جامع ترمذی میں حدیث پاک ہے:

مَنْ لَمْ يَشْكُرِ النَّاسَ لَمْ يَشْكُرِ اللّٰهَ .	جس نے لوگوں کا شکر ادا نہیں کیا وہ اللہ کا شکر گزار نہیں ہوسکتا۔

(جامع ترمذی، ابواب البر والصلة، باب ما جاء في الشكر لمن أحسن إليك . حدیث نمبر۔2082)

حضرات! سیدنا غریب نواز رحمۃ اللہ تعالی علیہ کے گراں قدر وعظیم احسانات کا ہم کوئی بدلہ تو نہیں چکا سکتے بلکہ آپ کا ذکر خیر کرکے تحفۂ غلامی پیش کرتے ہیں اور اپنی عقیدت کا اظہار کرتے ہیں، اور یہ مبارک تذکرہ ہمارے گناہوں کا کفارہ قرار پاتا ہے، جیسا کہ جامع الاحادیث، جامع کبیر اور کنز العمال میں روایت ہے:

ذِكْرُ الْأَنْبِيَاءِ مِنَ الْعِبَادَةِ وَذِكْرُ الصَّالِحِيْنَ كَفَّارَةُ الذُّنُوْبُ .	انبیاء کرام کا ذکر کرنا عبادت ہے اور اولیاء وصالحین کا ذکر کرنا گناہوں کا کفارہ ہے۔

(جامع الأحاديث، حرف الذال، حدیث نمبر۔12503۔ الجامع الکبیر للسیوطی، حرف الذال، حدیث نمبر۔12685 ۔کنز العمال، كتاب الفضائل من قسم الأفعال، حدیث نمبر۔ 32247)

﴿مبلغین وداعیان اسلام کے لئے حضرت غریب نواز کا اسلوب مشعل راہ﴾

خواجۂ خواجگاں حضرت خواجہ غریب نواز رحمۃ اللہ علیہ نے تعلیمات اسلامیہ کی ترویج واشاعت نہایت ہی خوش اسلوبی سے انجام دی، جنہیں آج تک کسی نے فراموش کیا ہے نہ کوئی ان کی عالی خدمات کو نظر انداز کرسکتا ہے، جب آپ نے پرچم حق بلند کیا تو مخالفین نے مخالفت کی، دشمنوں نے عداوتوں کے مظاہرے کئے، ہر طرف مکر وفریب کے

جال بچھائے جانے لگے، ایسے وقت اگر آپ چاہتے تو لشکر وسپاہ کے ذریعہ دشمنوں سے انتقام لے سکتے تھے اور اُنہیں دندان شکن جواب دے سکتے تھے، لیکن آپ نے ہرگز ایسا نہیں کیا، بلکہ حکمت ونصیحت کے اسلوب کو اختیار کیا، جس کی برکت اسطرح ظاہر ہوئی کہ لوگ آپ کے صدق وصفا کو دیکھ کر صداقت شعار و باصفا ہوگئے، آپ کے حلم وبردباری، جود وسخاوت اور بلند اخلاق سے متاثر ہوکر لوگ عمدہ اخلاق کے حامل اور پاکیزہ صفات کے پیکر ہوگئے، آپ کے محض دہلی سے اجمیر تک سفر کے دوران نو دلاکھ (90,00,000) افراد مشرف بہ اسلام ہوئے۔

آج کے اس پرفتن دور میں تعلیمات اسلامیہ عام کرنے اور اشاعت دین کے لئے نصیحت وموعظت کا اسلوب اپنانے کی ضرورت ہے کیونکہ اسلام کا پیام باہم محبت و الفت کا فروغ اور امن وسلامتی کی اشاعت ہے، ہمیں اسلاف کرام وصالحین عظام کے اسلوبِ تبلیغ کو اپنانا چاہئے۔ خواجۂ ہند حضرت خواجہ غریب نواز رحمۃ اللہ علیہ جنہوں نے ہندوستان میں شمع اسلام کو روشن کیا اور اسلام کے پیغام کو عام کیا جب آپ ہندوستان تشریف لائے تو اپنے ساتھ لشکر جرار، تیر وتلوار لے کر نہیں آئے بلکہ اخلاقِ احمدِ مختار صلی اللہ علیہ وسلم، بلند کردار اور اسلامی اقدار لے کر آئے، حضرت سیدنا غریب نواز رحمۃ اللہ علیہ نصیحت فرماتے تو آیات قرآنیہ احادیث نبویہ اور بزرگان دین کے اقوال واعمال کا ذکر فرما کر لوگوں کی اصلاح فرماتے، جس کا یہ اثر ہوتا کہ لوگ بے دینی سے توبہ کرکے آپ کے عقیدتمندوں میں شامل ہوجاتے، آپ کی مبارک مجالس میں شریعت وطریقت اور حقیقت ومعرفت کی طرف لوگوں کو متوجہ کیا جاتا اور فرائض وسنن کی ادائیگی، ریاضت ومجاہدہ، پاکیزگی وخلوص، طہارت ونفاست، صدق وصفا، خوف خدا اور مخلوق خدا کی

خدمت کی تعلیم دی جاتی۔ حضرت غریب نواز رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے خلفاء کو ہندوستان کے مختلف علاقوں میں اشاعت اسلام کی ذمہ داری دیکر روانہ فرمایا۔

آپ ہی کا احسان ہے کہ دیار ہند کے ہر گوشہ میں اسلام کا پیام عام ہوگیا۔ اس سنہرے انقلاب سے متعلق سلطان المشائخ حضرت خواجہ نظام الدین اولیاء محبوب الٰہی رحمۃ اللہ علیہ کے خلیفہ حضرت سید محمد بن مبارک کرمانی رحمۃ اللہ علیہ ارشاد فرماتے ہیں: حضرت کی اور کرامت یہ ہے کہ ہندوستان کی مملکت میں مشرق کے آخری سرے تک ہر طرف کفر وبت پرستی کا دور دَورہ تھا، لوگ دین اور شرائع دین سے غافل تھے، خدا اور رسولِ خدا سے بے خبر تھے، اہل یقین کے اس آفتاب عالمتاب کے قدوم میمنت لزوم سے اس سرزمین میں کفر کی تاریکیاں چھٹ گئیں اور ہر سُو اسلام کا اجالا پھیل گیا، آپ واقعتہً دین کے معین ہیں، اس سرزمین پر جو شخص بھی مسلمان ہوا اور لوگ آئندہ مسلمان ہوتے رہیں گے تا قیامت ان کا ثواب شیخ الاسلام خواجہ حسن سجزی رحمۃ اللہ علیہ کو پہنچتا رہے گا۔ (سیر الاولیاء۔ 57)

﴿ ولادت مبارک ونسب عالی ﴾

ایران کے صوبہ سجستان میں واقع مقام سجز میں 14 رجب المرجب 536ھ بروز دوشنبہ صبح صادق کے وقت آپ کی ولادت ہوئی، آپ بواسطۂ والد گرامی حسینی اور بذریعہ والدہ محترمہ حسنی سادات سے ہیں۔ سلسلہ پدری بارہ واسطوں اور سلسلہ مادری گیارہ واسطوں سے حضرت مولائے کائنات سیدنا علی مرتضی رضی اللہ عنہ سے جاملتا ہے۔

سادات گھرانے کے چشم وچراغ ہونے کی حیثیت سے آپ پر سعادت کے آثار نمایاں تھے، والدہ محترمہ کا نام ''ام الورع'' تھا، آپ کی والدۂ ماجدہ اپنے نام کے

مطابق تقوی و پرہیز گاری کا سرچشمہ تھیں، والد ماجد کا نام ''سید غیاث الدین حسن الحسینی'' تھا، جو تہجد گزار، شب زندہ دار بزرگ تھے۔ (ملخص از اقتباس الانوار، ص 346)

﴿شکم مادر میں کرامت کا ظہور﴾

حضرت غریب نواز رحمۃ اللہ تعالی علیہ کی والدۂ محترمہ حضرت ام الورع رحمۃ اللہ تعالی علیہا بیان فرماتی ہیں: میں نے دیکھا کہ زمانۂ حمل میں جس وقت سے معین الدین حسن کے جسم میں روح ڈالی گئی اس وقت سے ان کی ولادت تک میں ہر دن اپنے کانوں سے آواز سنا کرتی کہ وہ نصف شب سے دن چڑھنے تک کلمۂ طیبہ ''لا الـــہ الا اللہ محمد رسول اللہ'' کا ورد کیا کرتے۔ (سیرت خواجہ غریب نواز، ص۔168)

﴿جامع علوم ظاہری وباطنی﴾

حضرت غریب نواز رحمۃ اللہ علیہ پندرہ سال کی عمر مبارک کو پہنچے یا آپ کی عمر اس سے بھی کم تھی کہ آپ کے والد ماجد کا وصال ہوگیا، دوسال بعد والدہ ماجدہ کا بھی وصال ہوگیا، ترکہ میں ایک باغ تھا، آپ عبادت واذکار میں مشغول رہتے ہوئے باغبانی کیا کرتے، لیکن جب حضرت ابراہیم قندوزی رحمۃ اللہ علیہ سے نعمت ملی تو آپ کو مزید طلبِ علم وکمال کا اشتیاق ہوا، اور آپ علوم ظاہری میں کمال حاصل کرنے کے لئے نیشاپور تشریف لے گئے اور اعلی علوم حاصل کرکے ایسے باکمال ہوگئے کہ وقت کے مشہور عالم آپ کی خدمت میں اپنے اشکالات وسوالات پیش کرتے اور آپ اُنہیں اشکالات کے حل بتلاتے اور سوالات کے تشفی بخش جوابات دیتے۔ (ملخص از مرأۃ الاسرار: طبقہ 17، ص:593)

علوم ظاہری کی تکمیل کے بعد آپ حضرت خواجہ عثمان ہارونی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوکر ارادت مند ہوئے، بیس (20) سال خدمت کی، سفر وحضر، جلوت

وخلوت، آٹھوں پہر حضرت شیخ کی صحبت میں رہتے، آپ پر شیخ کی خصوصی توجہ رہی، باطنی کمال وروحانی مرتبہ ایسا حاصل کیا کہ خود پیر ومرشد کو آپ پر ناز تھا۔

﴿نور فراست اور علمی جلالت﴾

حضرت شیخ فیض الدین بلخی رحمۃ اللہ تعالی علیہ فرماتے ہیں کہ مجھے چند مسائل درپیش ہوئے، جن کی وجہ سے میں سخت پریشان تھا، مجھے ان کا حل نہیں مل رہا تھا، میں ان سوالات کو ایک کاغذ پر لکھ کر حضرت غریب نواز رحمۃ اللہ تعالی علیہ کی خدمت میں حاضر ہوا، حاضرین کی کثرت کی وجہ سے میں اپنے سوالات پیش نہ کرسکا، میں مجلس میں خاموش بیٹھا رہا، کچھ دیر بعد حضرت نے مجھے قریب بلایا اور ایک کاغذ عنایت فرمایا، جب میں نے اس کاغذ کو کھولا تو اس پر میرے انہیں دریافت طلب سوالات کے تشفی بخش جوابات تھے۔ (سیرت غریب نواز، ص۔308)

﴿دربار نبوی سے قطب المشائخ کا خطاب﴾

خواجہ غریب نواز سلطان الہند حضرت خواجہ معین الدین حسن سجزی قدس اللہ سرہ اپنے پیر ومرشد حضرت خواجہ عثمان ہارونی قدس سرہ کے ملفوظات مبارکہ انیس الارواح میں تحریر فرماتے ہیں کہ یہ دعاگو اضعف عباد اللہ معین الدین حسن سجزی شہر بغداد شریف میں گیا، حضرت خواجہ عثمان ہارونی کو تلاش کیا، لوگوں نے کہا کہ حضرت خواجہ جنید بغدادی کی مسجد میں نماز کے لئے تشریف لے گئے ہیں، یہ سن کر میں حضرت خواجہ جنید بغدادی قدس اللہ سرہ کی مسجد میں گیا اور مولائی ومرشدی حضرت عثمان ہارونی قدس اللہ سرہ کی زیارت وقدم بوسی سے مشرف ہوا، اس وقت بہت سے مشائخ کبار خدمت اقدس میں حاضر تھے۔

آپ نے ارشاد فرمایا کہ دو رکعت نماز پڑھو! میں نے حکم کی تعمیل کی ، آپ کھڑے ہوگئے اور میرا ہاتھ پکڑ کر آسمان کی جانب منہ کیا اور زبان مبارک سے فرمایا کہ الٰہی ! میں ان کو تیرے سپرد کرتا ہوں ، اسکے بعد بغداد شریف سے روانہ ہو کر مکہ معظّمہ تشریف لائے اور یہ درویش ہم رکاب تھا' آپ مجھے پاپیادہ کعبہ شریف لے گئے اور فقیر کے حق میں دعاءِ خیر کی ، آواز آئی کہ ہم نے معین الدین حسن سجزی کو قبول کیا' وہاں سے روانہ ہوکر مدینہ منورہ حاضر ہوئے ، میں بھی ہمراہ تھا' جب حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے روضۂ مبارک پر پہنچے تو مجھ سے ارشاد فرمایا کہ سلام کرو! میں نے سلام عرض کیا! روضۂ مبارک سے آواز آئی ''وعلیکم السلام یاقطب المشائخ'' اس آواز کے آنے پر حضرت شیخ نے ارشاد فرمایا کہ آپ کا معاملہ درجۂ کمال کو پہنچا ۔ (حیات خواجہ ۔ص21/20)

☆......معمولات شریفہ......☆

﴿تلاوت قرآن کریم﴾

حضرت غریب نواز رحمۃ اللہ علیہ کا رمضان مبارک کے علاوہ عام دنوں میں یہ معمول تھا کہ ہر روز دن ورات میں دو مرتبہ قرآن کریم ختم کیا کرتے ، اور ہر مرتبہ آواز آتی: ''ہم نے تمہارے ختم کو قبول کیا ہے'' آپ نے حدیث شریف کی روشنی میں فرمایا کہ جو شخص کلام اللہ شریف کی طرف دیکھتا ہے اور تلاوت کرتا ہے اللہ تعالی اسے دو ثواب عطا فرماتا ہے ، ایک قرآن کریم پڑھنے کا اور دوسرا دیکھنے کا ، اور ہر حرف کے بدلہ دس نیکیاں عطا ہوتی ہیں اور دس برائیاں مٹادی جاتی ہیں ۔

شان غریب نوازی

برادران اسلام ! حضرت خواجہ معین الدین حسن چشتی رحمۃ اللہ تعالی علیہ میں صفت کرم نوازی وشان غریب نوازی ابتداء ہی سے موجود تھی ، چنانچہ آپ کی سیرت میں یہ بات ملتی ہے کہ ابھی کی عمر مبارک تین (3) سال ہی تھی کہ آپ اکثر اپنے ہم عمر ساتھیوں کو گھر لاتے اور بڑی محبت کے ساتھ انہیں کھانا کھلاتے ۔ (سیرت خواجہ غریب نواز ، ص ۔170)

﴿غریب لڑکے کے لئے اپنی خوشیاں قربان فرمانا﴾

حضرت غریب نواز رحمۃ اللہ تعالی علیہ کے بچپن کا واقعہ ہے کہ ایک مرتبہ عید کے دن آپ اپنے گھر والوں کے ساتھ نہایت عمدہ اور نفیس لباس زیب تن فرما کر عید گاہ تشریف لے جارہے تھے ، راستہ میں آپ نے ملاحظہ فرمایا کہ ایک نابینا لڑکا پھٹے پرانے کپڑے پہنے بیٹھا ہے ، آپ سے اس کی غریبی ولا چاری ، مفلسی واداسی دیکھی نہ گئی ، فوراً آپ اسے اپنے ساتھ گھر لے گئے ، اپنا نیا اور قیمتی لباس اسے دے دیا اور خود سادہ لباس زیب تن فرمایا اور اس غریب کے ساتھ نماز عید ادا فرمائی ۔ (ملخص از: سیرت خواجہ غریب نواز ، ص ۔171)

﴿غرباء کی امداد اور مفلسوں کی فریاد رسی﴾

حضرت سلطان الہند رحمۃ اللہ علیہ مفلسوں کی فریاد رسی فرماتے ، غریبوں ناداروں کی امداد فرماتے ، بیواؤں اور یتیموں کی خبر گیری فرماتے ، غرباء محتاجوں کا تعاون فرماتے چنانچہ آپ ہر روز نماز اشراق کے بعد اپنے محلّہ کی بیوگان اور عمر رسیدہ وضعیف خواتین کی خبر گیری فرماتے اور ان کی مدد فرماتے ۔

آپ کے ملفوظات میں ہے: جو شخص بھوکوں کو سیر کرتا ہے تو اس کے اور دوزخ کے درمیان سات حجابات حائل ہوجاتے ہیں، اور ارشاد فرمایا کہ جو بھوکے کو کھانا کھلاتا ہے اللہ تعالی اس کی ہزار حاجتیں پوری کردیتا ہے، اسے دوزخ سے چھٹکارا ملتا ہے اور جنت میں اس کے لئے ایک محل تیار ہوتا ہے۔

آپ نے فرمایا کہ اللہ تعالی کے پاس عاجزوں کی فریادرسی، حاجت مندوں کی حاجت برآری اور بھوکوں کو کھانا کھلانے سے بڑھکر کوئی اور طاعت نہیں۔ اسی لئے آپ کے مطبخ میں روزانہ اس قدر کھانا پکایا جاتا کہ شہر کے تمام غرباء ومساکین سیر ہوکر کھاتے، خانقاہ کے خرچ کے لئے خدام حاضر ہوتے، آپ اپنے مصلے کا گوشہ اٹھا کر فرماتے: جس قدر رقم درکار ہو یہاں سے لےلو!۔

آپ کی سخاوت وفیاضی سے متعلق حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں نے کبھی کسی سائل یا فقیر کو آپ کے در سے محروم جاتے نہیں دیکھا۔

﴿خوف وخشیت﴾

برادران اسلام! حضرت غریب نواز رحمۃ اللہ تعالی علیہ ولایت کے عالی مرتبہ پر فائز ہونے کے باوجود آپ کے خوف وخشیت کا یہ عالم رہتا کہ آپ خوف الہی وخشیت خداوندی کے سبب کانپتے تھے اور ارشاد فرماتے: اے لوگو! اگر تم کو زیر خاک سوئے ہوئے لوگوں کا ذرا سا بھی حال معلوم ہوجائے تو تم (مارے خوف ودہشت کے) ٹھہرے ٹھہرے پگھل جاؤگے اور نمک کی طرح گھل جاؤگے۔ (مسالک السالکین)

﴿تعلیمات وملفوظات﴾

برادران اسلام! حضرت غریب نواز رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی ساری زندگی خدمت خلق کے جذبہ کے ساتھ گزاری، آپ نے انسانی اقدار کا کس درجہ پاس ولحاظ رکھا، مخلوق خدا کے ساتھ آپ نے کس طرح الفت ومحبت کا برتاؤ کیا؛ آپ کے ان ملفوظات اور تعلیمات سے اندازہ لگایا جاسکتا ہے:

﴿صفات حمیدہ کیا ہیں؟﴾

حضرت غریب نواز رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ کے پاس سب سے زیادہ محبوب کون سی صفات ہیں؟ فرمایا (1) غمگین افراد کی فریاد سننا (2) مسکینوں کی حاجت پوری کرنا اور (3) بھوکوں کو کھانا کھلانا۔ اور فرمایا: جس میں تین خصلتیں ہوں سمجھو کہ وہ اللہ تعالی سے محبت رکھتا ہے: (1) دریا کی طرح سخاوت (2) سورج کے جیسی شفقت اور (3) زمین کی طرح انکسار وتواضع۔ (سیر الاولیاء۔56)

﴿ادائی فرائض وسنن کی تلقین﴾

آپ نے ادائی فرائض وسنن کی تاکید کرتے ہوئے فقیہ ابواللیث کی کتاب کے حوالہ سے فرمایا کہ روزانہ ایک فرشتہ پکار کر کہتا ہے: جو شخص خدا کا فریضہ ادا نہیں کرتا وہ اللہ تعالی کی بخشش سے دور ہوجاتا ہے، دوسرا فرشتہ کہتا ہے: جو رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت مبارکہ کو ترک کرتا ہے وہ آپ کی شفاعت سے محروم ہوجاتا ہے۔

﴿طہارت وپاکیزگی کی اہمیت﴾

حضرت غریب نواز نے فرمایا کہ جو بندہ باوضو سوتا ہے فرشتے اس کی روح کو عرش الہی کے نیچے لیجاتے ہیں، اللہ تعالی کا حکم ہوتا ہے کہ اسے نور کی خلعت پہناؤ! اور جو شخص بے طہارت سوتا ہے اس کی روح فرشتے پہلے آسمان سے گرادیتے ہیں۔

﴿وصال مبارک﴾

حضرت غریب نواز رحمۃ اللہ علیہ کی مساعی جمیلہ اور احسانات کی برکت سے ظلمت کدۂ کفر، انوارِ توحید ورسالت سے جگمگانے لگا، آپ نے تمام مخلوق خدا پر شفقت

محبت، رأفت ورحمت کے پھول برسائے، آپ محبت خدااوررسول کا درس دیتے رہے،
جب سفرآخرت کا وقت آیا تو چند اولیاء اللہ نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں
دیکھا کہ ارشاد فرمارہے ہیں: اللہ کے دوست معین الدین سجزی آرہے ہیں، ہم ان کے
استقبال کیلئے آئے ہیں۔

وصال کے وقت آپ کی جبین اقدس پر یہ نورانی تحریر جگمگا رہی تھی: **حبیب اللہ مات فی حب اللہ** یہ اللہ کے محبوب ہیں جو محبت الٰہی میں وصال کر گئے۔

آپ کی ذات مبارکہ سے بلالحاظ مذہب وملت سبھی اکتساب فیوض وبرکات
کیا کرتے ہیں، آپ کی سنہ ولادت اور سنہ وصال سے متعلق مختلف اقوال وارد ہیں،
آپ کا وصال مبارک 6/رجب المرجب 633ھ بروز دوشنبہ ہوا۔

﴿اولاد امجاد﴾

"معین الارواح "میں مذکور ہے کہ حضرت غریب نواز رحمۃ اللہ تعالی علیہ کو
حضرت بی بی امۃ اللہ رحمۃ اللہ تعالی علیہا سے دو شہزادے: (1) حضرت خواجہ فخر الدین ابو
الخیر رحمۃ اللہ تعالی علیہ اور (2) حضرت خواجہ حسام الدین ابو صالح رحمۃ اللہ تعالی علیہ اور
ایک شہزادی: حضرت بی بی حافظ جمال تاج المستورات رحمۃ اللہ تعالی علیہا ہیں۔

اور حضرت بی بی عصمت اللہ رحمۃ اللہ تعالی علیہا سے ایک شہزادہ: حضرت خواجہ
ضیاء الدین ابو سعید رحمۃ اللہ تعالی علیہ ہیں۔

﴿......کرامات......﴾

حضرت غریب نواز رحمۃ اللہ تعالی علیہ کی بے شمار کرامات ہیں، یہاں حصول سعادت کے
لئے چند کرامتیں ذکر کی جاتی ہیں:

﴿اناساگر ایک کوزہ میں﴾

ایک مرتبہ حضرت غریب نواز رحمۃ اللہ علیہ کے ایک خادم اناساگر سے وضو کے
لئے پانی لینے گئے تو وہاں خلاف معمول راجہ کے سپاہی پہرہ دے رہے تھے، جب خادم
نے کوزہ میں پانی بھرنا چاہا تو سپاہیوں نے سختی سے منع کردیا اور کہا کہ اب تم اس کو نہیں
چھوسکتے ہو' تالاب کے پانی کو گندہ مت کرو۔ خادم نے کہا کہ پانی تو جانوروں پر بھی بند
نہیں کیا جاتا' ہم تو انسان ہیں۔

اس پر سپاہیوں نے کہا کہ تم حیوانوں سے بھی بدتر ہو۔ خادم نے آکر جب
آپ کو سارا ماجرا سنایا تو آپ نے فرمایا کہ سپاہیوں سے کہو کہ اس مرتبہ ایک کوزہ پانی لے
لینے دو پھر ہم اپنا کوئی اور انتظام کرلیں گے۔ آپ کے حکم پر جب خادم دوبارہ تالاب پر
پانی لینے گیا تو سپاہیوں نے تمسخر اڑاتے ہوئے کہا کہ آج کوزہ بھرلو اس کے بعد تمہیں
یہاں سے پانی لینے کی اجازت نہیں ہوگی۔ چنانچہ خادم نے حضرت غریب نواز رحمۃ اللہ
علیہ کے حکم کے مطابق وہ کوزہ بھرلیا۔ راجپوت سپاہیوں کیساتھ ساتھ مسلمان خادم پر بھی
حیرتوں کے پہاڑ ٹوٹ گئے وہ یہ دیکھ کر تعجب میں پڑ گئے کہ اناساگر تالاب کا سارا پانی
ایک چھوٹے سے برتن میں سمٹ کر آگیا۔ جس تالاب پر سپاہی تکبر کررہے تھے وہ پانی
سے خالی ہوچکا تھا۔ اس قوم کے نزدیک یہ جادوگری کا ایک عظیم الشان مظاہرہ تھا۔ یہ
دیکھ کر راجپوت سپاہی وہاں سے خوفزدہ ہوکر بھاگ کھڑے ہوئے۔ آپ کے خادم بھی
حضرت کی خدمت میں واپس آئے اور آپ کو سارا واقعہ سنایا۔ پورے شہر اجمیر میں
ہنگامہ برپا تھا اناساگر تالاب کے خشک ہونے کی خبر سب کیلئے حیران کن تھی۔ پرتھوی راج
مسلمانوں کے بڑھتے ہوئے اثر ورسوخ کو ہر صورت میں روکنا چاہتا تھا' مشیروں نے
اسے مشورہ دیا کہ اس مسلمان فقیر کا مقابلہ ہندو جادوگر ہی کرسکتے ہیں۔

لیکن اس سے پہلے شہر اجمیر کے چند معززین اناساگر تالاب کی سابقہ پوزیشن

بحال کرنے کی استدعا لیکر آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کی کہ اگر تالاب کا پانی اسی طرح خشک رہا تو بہت سارے انسان پانی کے بغیر مر جائیں گے۔ چنانچہ آپ نے اسلام کی رواداری کا مظاہرہ کرتے ہوئے فرمایا: یہ تو حق کے نافرمانوں کیلئے ایک چھوٹی سی جھلک ہے، ورنہ ہمارا مذہب تو کسی کتے کو بھی پیاس سے تڑپتا ہوا نہیں دیکھ سکتا۔ یہ فرما کر آپ نے اپنے خادم کو حکم دیا کہ برتن کا پانی تالاب میں واپس ڈال دیا جائے۔ جب کوزہ کا پانی آپ کے حکم سے تالاب میں ڈالا گیا تو لوگ دیکھ کر یہ حیران رہ گئے کہ تالاب ایک بار پھر پانی سے لبالب اور بھرا ہوا ہے۔

حضرات! بت پرستوں اور پرتھوی راج کیلئے حضرت غریب نواز رحمۃ اللہ علیہ کی جانب سے یہ ایک بہت بڑا پیغام تھا، جسے سمجھنے اور اس پر عمل کرنے کے بجائے وہ سرکشی پر اتر آیا اسلام اور اہل اسلام کے خلاف سازشیں رچانے لگا' حضرت غریب نواز رحمۃ اللہ علیہ اور آپ کی خدمت میں رہنے والے درویشوں پر زیادتیاں کرنے لگا۔

﴿لشکر اسلام کو ہند میں آنے کی اجازت﴾

جب پرتھوی راج اپنے بغض وعناد سے باز نہیں آیا اور مظالم کی انتہاء کردی تو حضرت غریب نواز رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی روحانی قوت کے ذریعہ ظلم و جبر کی سلطنت کا تختہ الٹ دیا اور سرزمین ہند میں امن وآشتی کی فضا ہموار کرتے ہوئے حکومت کی باگ ڈور سلطان معز الدین عرف شہاب الدین غوری کے حوالہ فرمادی اور قوم کو پرتھوی راج کی بربریت سے نجات دلا دی، جیسا کہ شیخ محقق حضرت عبد الحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: آپ پتھورا رائے (پرتھوی راج) کے دور حکومت میں اجمیر تشریف لائے اور عبادت الٰہی میں مشغول ہوگئے، پتھورا رائے اس زمانہ میں اجمیر میں ہی مقیم تھا، ایک روز اس نے آپ کے ایک مرید کو کسی وجہ سے ستایا، آپ نے کہلا بھیجا کہ اسے مت ستاؤ! لیکن اس کا سر غرور و تکبر سے بھرا ہوا تھا، وہ باز نہ آیا اور اس مرید کے بارے میں ناشائستہ کلمات کہے تو آپ نے فرمایا: پتھورا را زندہ گرفتہ بدست لشکر

اسلام دادم یعنی پتھورا کو زندہ گرفتار کر کے میں نے لشکر اسلام کے ہاتھ میں دے دیا ، انہی ایام میں شہاب الدین غوری لشکر لیکر غزنی سے ہندوستان پر حملہ آور ہوئے، پتھورا نے مقابلہ کیا لیکن اللہ کے حکم سے زندہ گرفتار ہوگیا۔ (اخبار الاخیار، ص:55، مراۃ الاسرار، ص:599، سیر الاولیاء۔ص56)

﴿مشت خاک کی کرامت﴾

جوں جوں اسلام عام ہوتا گیا' مخالفین اسلام کے دلوں میں آتش غیظ وغضب بھڑک اٹھی، ایک شخص ناپاک ارادہ سے آپ پر حملہ آور ہوا' اس وقت آپ نماز میں مشغول تھے، نماز سے فراغت کے بعد جب خادموں نے اطلاع دی تو آپ اٹھے اور مٹھی بھر مٹی اٹھا کر اس پر آیۃ الکرسی دم کی اور دشمنوں کی طرف پھینک دی، وہ مٹی جس شخص پر پڑی اس کا جسم خشک ہوگیا، اور وہ بے حس ہوکر رہ گیا، یہ دیکھ کر سب لوگ وہاں سے بھاگ گئے، اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ حضرت غریب نواز کی ولایت محمدی تھی، غرض یہ کہ جب دشمنوں نے دیکھا کہ حضرت خواجہ غریب نواز رحمۃ اللہ علیہ کا مقابلہ ممکن نہیں تو انہوں نے لڑائی ترک کردی۔ (اقتباس الانوار۔362/363)

حضرات! یہاں بطور اختصار حضرت غریب نواز رحمۃ اللہ تعالی علیہ کی شخصیت، حیات، افکار و تعلیمات سے متعلق بیان کیا گیا ہے۔ آپ کی مبارک زندگی کا ہر پہلو تابناک اور ہر گوشہ روشن و منور ہے۔

اللہ تعالی سے دعا ہے کہ ہمیں حضرت غریب نواز رحمۃ اللہ تعالی علیہ کی تعلیمات پر عمل پیرا ہونے کی توفیق خیر مرحمت فرمائے اور آپ کے فیوض و برکات سے ہمیں مستفید فرمائے۔ آمین

صَلَّی اللّٰهُ تَعَالَی وَبَارَکَ وَسَلَّمَ عَلَی خَیْرِ خَلْقِهٖ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلَی آلِهٖ وَصَحْبِهٖ اَجْمَعِیْنَ وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ.

نماز، تحفۂ معراج

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنْ، وَالصَّلوٰةُ وَالسَّلَامُ عَلَى سَيِّدِ الْاَنْبِيَاءِ وَالْمُرْسَلِيْنْ، وَعَلٰى آلِهِ الطَّيِّبِيْنَ الطَّاهِرِيْنْ، وَاَصْحَابِهِ الْاَكْرَمِيْنَ اَجْمَعِيْنْ،وَعَلٰى مَنْ اَحَبَّهُمْ وَتَبِعَهُمْ بِاِحْسَانٍ اِلٰى يَوْمِ الدِّيْنْ.

اَمَّا بَعْدُ! فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ، بِسمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ :اِنَّ الصَّلٰوةَ كَانَتْ عَلَى الْمُؤْمِنِينَ كِتٰبًا مَوْقُوْتًا.(سورة النساء. 103)

برادران اسلام! خالق کائنات نے جب اپنے بندوں کی تخلیق کی توانہیں تخلیق کا مقصد بھی بتایا اور اپنی بارگاہ سے رابطہ مضبوط و مستحکم کرنے کی تلقین فرمائی، حضرات انبیاء کرام نے اسی مشن کو پیش کیا اور بندگان خدا کو بارگاہ رب العزت سے جوڑتے رہے، تقاضے بدلتے گئے، طریقے ضرور مختلف ہوئے لیکن سبھوں نے انسانوں کو ایک ہی مقصد بتایا، خدائے وحدہ لاشریک کی عبادت کی طرف بلایا، حضور رحمۃ للعالمین، خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی جب پیغام حق کا اعلان فرمایا، حضرات صحابہ کرام جیسا جیسا حلقہ بگوش اسلام ہوتے گئے، اپنے مولیٰ کی بندگی سے بھی آشنا ہوگئے۔

معراج کی شب اللہ تعالیٰ نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو جو تحفے عطا فرمائے ہیں ان عظیم بابرکت تحفوں میں ایک تحفہ نماز ہے، روزہ، زکوۃ، حج تمام عبادتیں زمین پر فرض کی گئیں اوران عبادتوں کا حکم زمین میں دیا گیا، لیکن نماز عالم بالا میں ساتوں آسمان کے اوپر فرض کی گئی، نماز کا حکم اس وقت نازل ہوا جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم عرش عظیم پر دیدار الٰہی سے مشرف ہورہے تھے۔

برادران اسلام! اس بات سے ہر مسلمان بخوبی واقف ہیکہ اسلام کے پانچ ارکان ہیں ، ان پانچوں ارکان میں جو رکن بنیادی حیثیت رکھتاہے وہ عقیدۂ توحید ورسالت ہے، اس کے بعد نماز وروزہ اور حج وزکاۃ کا درجہ ہے، اگر رکن اول عقیدہ مستحکم نہ ہوتو دیگر ارکان بھی رائگاں ہوجاتے ہیں، واضح رہے کہ اسلام کے نظام عبادت میں سب سے زیادہ اہمیت اور اولیت نماز کو حاصل ہے، کتاب وسنت میں نماز سے متعلق بے شمار فضائل وارد ہوئے ہیں ، روزہ ، زکوۃ اور حج کا جہاں تک معاملہ ہے ، ان کی فرضیت سال بھر میں صرف ایک مرتبہ عائد ہوتی ہے، روزہ رکھنے کے لئے طاقت وتوانائی ضروری ہے تو زکوۃ کی ادائی کے لئے سال بھر تک مال کے مقررہ نصاب کا مالک ہونا شرط ہے اور حج کیلئے صرف ماہ ذی الحجہ کے مخصوص پانچ ایام مقرر ہیں، پھر اس کی ادائی بھی استطاعت رکھنے والے پر فرض ہے، لیکن نماز ہر روز پانچ مرتبہ فرض کی گئی ہے۔

نماز ذکر کے تمام طریقوں پر مشتمل ہے، وہ اس طور پر کہ نماز میں ذکر جہری بھی ہے اور ذکر سری بھی، نماز میں تلاوت قرآن بھی ہے اور درود شریف بھی، نماز کو اجتماعی طور پر بھی ادا کیا جاتا ہے اور انفرادی طور پر بھی، نماز دعاء کا طریقہ سکھاتی ہے، نماز رحمت کے نزول کا باعث ہے اور استغفار کا ذریعہ ہے۔

عربی زبان میں نماز کو ''صلوٰۃ'' کہا جاتا ہے، لفظ صلوۃ کے معنی، دعا، رحمت اور استغفار کے آتے ہیں، نماز کو ''صلوٰۃ'' اس لئے کہا جاتا ہے کہ مذکورہ تمام معانی اس عبادت میں پائے جاتے ہیں، نماز میں دعا کی جاتی ہے، نماز کی وجہ سے رحمت کا نزول ہوتا ہے اور نماز میں بندہ اپنے گناہوں کی مغفرت چاہتا ہے۔

نماز تمام عبادتوں میں سب سے اعلی درجہ وفضیلت رکھتی ہے،نماز دین کا رکن اوراسلام کا ستون ہے اورنماز میں جولطف ولذت ہے اگرنمازی اس سے آشنا ہوجائے توکبھی سلام پھیرنا، پسند نہ کریگا،نماز بندہ اوررب کے درمیان سرگوشی کا ذریعہ ہے،نماز کے وسیلہ سے نمازی دربار الہی میں حاضری دینے والا ہوتا ہے،نماز گناہوں کا کفارہ ہے،نماز مومن وکافر کے درمیان امتیاز وفرق ہے،نماز منافقین پر بھاری گزرتی ہے،نماز مومنین کی معراج ہے اورنماز میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی چشمان مقدس کی ٹھنڈک ہے،نماز نامۂ اعمال سے گناہ مٹادیتی ہے،نماز طہارت ونظافت کا عادی بناتی ہے،نماز غضب الہی کوٹھنڈا کرتی ہے،نمازی کوصدیقین اورصالحین کا درجہ ملتا ہے۔

﴿نماز؛اولین رکن﴾

نماز ایسی عبادت ہے جوسب سے پہلے فرض ہوئی،فرائض اسلام میں یہ وہ اہم ترین فریضہ ہے جسے ہرروز پانچ مرتبہ ادا کرنا ہرمسلمان پرفرض ہے،خواہ مرد ہو یا عورت، بوڑھا ہو یا جوان،امیر ہو یا فقیر،تندرست ہو یا بیمار،سفر میں ہو یا حضر میں؛ حالت امن میں ہو یا حالت جنگ میں،راحت میں ہو یا مصیبت میں؛ کوئی بالغ مسلمان اس سے علحدہ نہیں،پانچ نمازوں میں جب بھی کسی نماز کا وقت آتا ہے توایک مسلمان کی سب سے پہلی ذمہ داری یہ ہوتی ہے کہ وہ فریضۂ نماز ادا کرے،بجائے اس کے بعض لوگ مصروف ہونے کی بات کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ کاروبار کی وجہ سے وقت نہیں نکلتا ہے،آج کا دورعدیم الفرصتی کا دور ہے،ہرشخص مصروف ہے؛بہت ساری مصروفیات کے باوجود آدمی تمام معاشرتی وسماجی رسم ورواج کی تکمیل کررہا ہے،تعلیمی وتجارتی امورانجام دے رہا ہے،غرض یہ کہ آدمی معاشرہ اورسماج کواہمیت دیتا ہے؛اسی لئے اس کے رواج

کے مطابق کاموں کی تکمیل بھی کرلیتا ہے،تعلیم وتجارت کی اس کے پاس قدر ہے؛اسی لئے ان سے متعلقہ امور کے انجام کی فکر کرتا ہے،اگرچہ مصروفیات بہت ساری ہیں لیکن ان امور کے لئے وقت نکالتا ہے،اسی طرح ایک مسلمان کو چاہئے کہ نماز جیسی اہم عبادت کی اہمیت کوجانے،اسلام میں اس کے مرتبہ کوپہچانے!،نماز وہ اہم ترین عبادت ہے کہ قرآن کریم میں بارہا اس کا ذکر کیا گیا،مختلف اسلوب وانداز سے اس کا حکم دیا گیا، اللہ تعالی نماز کا حکم دیتے ہوئے فرماتا ہے:

حافظوا علی الصلوات والصلوة الوسطی۔	تمام نمازوں کی حفاظت اور پابندی کرواورخاص طور پردرمیانی نمازعصر کی۔

(سورۃ البقرۃ۔238)

نماز وہ اہمیت والی عبادت ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے مسلمانوں اورغیرمسلموں کے درمیان،خط فاصل اوروجہ امتیاز قرار دیا؛ارشاد نبوی ہے:

عن جابر ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال بین الکفر والایمان ترک الصلوۃ .	سیدنا جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشادفرمایا: کفراور ایمان کے درمیان فرق نماز چھوڑنا ہے۔

(جامع الترمذی،ابواب الایمان،باب ماجاء فی ترک الصلوۃ،حدیث نمبر: 2827)

اس حدیث پاک سے معلوم ہوتا ہے کہ جوشخص نماز پڑھتا ہے اس کے پاس نشانی ہے کہ وہ مسلمان ہے،اورجونماز نہیں پڑھتا اس کے پاس بظاہر مسلمانوں کی

علامت نہیں، ظاہر ہے کہ غیر مسلم نماز نہیں پڑھتے اور یہ بھی نماز نہیں پڑھتا اس طرح جس شخص نے نماز ترک کردی اس نے غیر مسلموں جیسی حرکت کردی' نماز ترک کر کے اس نے غیر مسلموں کے طریقہ کو اختیار کیا، ایسے شخص کو چاہئے کہ نمازوں کی پابندی کرے! تاکہ مسلم اور کافر کا فرق واضح ہو، نماز سے وابستہ ہوجائے تاکہ ترک نماز کے عمل سے غیر مسلم افراد پہچانے جائیں۔

نماز کا انکار کرنے والا کافر اور اسکو چھوڑنے والا گناہ کبیرہ کا مرتکب ہے، علماء احناف کے پاس تارک نماز کو قید میں رکھا جائے گا، جب تک کہ وہ نماز کا پابند نہ ہوجائے اور امام شافعی وامام مالک رحمۃ اللہ علیہما کے پاس تارک نماز اگرچہ کافر نہیں مگر واجب القتل ہے۔ (اشعۃ اللمعات، کتاب الصلاۃ، ج1،ص301)

﴿تاکید نماز، تربیت اولاد کا اہم عنصر﴾

حضرات! مذہب اسلام میں تربیت اولاد کی بڑی تاکید کی گئی، کیونکہ کمسن بچے نرم ونازک شاخ کی طرح ہوتے ہیں، شاخ کو جس طرف موڑ دیا جائے وہ اسی حالت میں تن آور درخت بن جائیگی، اسکے بعد جیسا چاہے موڑ دینا کسی کے بس کی بات نہیں۔ اسی طرح کم سنی میں جس طور طریق پر اولاد کو ڈھالا جائے گا وہ مستقبل میں اسی حالت وکیفیت پر قائم رہیں گے۔ نماز چونکہ دربار الٰہی میں حضوری کا زینہ ہے، اسی لئے اسلام نے بچوں کو بچپن ہی سے نماز کی تاکید کرنے اور اس کا پابند بنانے کا حکم دیا جیسا کہ فرمان نبوی ہے:

عن عمرو بن شعیب عن ابیه عن جده قال قال رسول الله صلی الله علیه وسلم مروا اولادکم بالصلاة

حضرت عمرو بن شعیب اپنے والد سے وہ اپنے دادا سے روایت کرتے ہیں سیدنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اپنی اولاد کو نماز کا حکم دو

وهم ابناء سبع سنین واضربوهم علیها وهم ابناء عشر سنین وفرقوا بینهم فی المضاجع.

جبکہ انکی عمر سات سال ہو اور نماز نہ پڑھنے پر انہیں آہستہ مارو جبکہ وہ دس سال کے ہوں اور انکے بستر علحدہ کردو۔

(سنن ابی داود، کتاب الصلوۃ، باب متی یؤمر الغلام بالصلوۃ، حدیث نمبر 495)

سات سال کی عمر میں بچے بلوغ کی عمر کے نصف حصہ تک پہنچتے ہیں، اسی وقت سے انہیں نماز کا پابند بنایا جائے تو حد بلوغ کو پہنچنے کے بعد' بے حیائی و بے راہ روی سے دور رہیں گے، کیونکہ سات سال کی عمر سے اگر نماز کی پابندی کی جائے تو اسکے برکات وانوار سے بچوں کے قلوب پاک وصاف رہیں گے، یقیناً نماز وہ عبادت ہے جو بے حیا انسانوں کو بھی شرم وحیا کا پیکر بناتی ہے اور انہیں گناہوں سے روکتی ہے، بچے تو ابتدا سے فطری طور پر باحیا ہوتے ہیں اور برائیوں سے دور رہتے ہیں۔ اِس حالت میں انہیں نماز کا پابند کردیا جائے تو اُس منزل پر پہنچ کر بھی وہ نہ بہکیں گے، جس میں اکثر انسان بھٹک جاتے ہیں، رب کائنات نے نماز کا یہ وصف بیان فرمایا کہ نماز بے حیائی اور برائیوں سے روکتی ہے، ارشاد ہے:

اِنَّ الصَّلٰوۃَ تَنۡہٰی عَنِ الۡفَحۡشَآءِ وَالۡمُنۡکَرِ.

بے شک نماز بے حیائی اور گناہ سے روکتی ہے۔

(سورۃ العنکبوت۔45)

﴿نماز گناہوں کا کفارہ ہے﴾

انسان خطا ونسیان کا مجسمہ ہے‘ جب اس پر نفس وشیطان کا غلبہ ہوجاتا ہے تو خطا وگناہ ظاہر ہوتے ہیں، گناہوں کو مٹانے کیلئے توبہ واستغفار سے کام لیا جاتا ہے، لیکن دنیا میں انہماک اور غفلت کی چادر تنی رہنے کے سبب انسان کو اکثر توبہ واستغفار کا خیال بھی نہیں آتا، اسکے باوجود رؤف ورحیم رب کریم نے غافلوں کی بخشش فرمانے کی خاطر نماز کو گناہوں کا کفارہ بنایا، کسی نمازی سے ایک نماز کے بعد جو گناہ ہوجائیں دوسری نماز ان گناہوں کو مٹادیتی ہے، جیسا کہ حدیث شریف میں ہے:

عن ابی ھریرة ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کان یقول الصلوات الخمس والجمعة الی الجمعة ورمضان الی رمضان مکفرات ما بینھن اذا اجتنب الکبائر.

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سیدنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمایا کرتے: پانچ نمازیں، ایک جمعہ سے دوسرے جمعہ تک، ایک رمضان سے دوسرے رمضان تک، یہ سب انکے درمیان ہونے والے گناہوں کو مٹاتے ہیں، جبکہ آدمی کبیرہ گناہوں سے پرہیز کیا ہو۔

(صحیح مسلم، کتاب الصلوۃ، باب الصلوات الخمس والجمعة......مکفرات، حدیث نمبر 574)

﴿پانچ نمازوں کی مثال﴾

پانچ وقت نماز پڑھنے والا تو ایسا ہے جیسا کہ ایک دن اس نے پانچ بار غسل کیا‘ غسل کرنے سے بدن پر میل کا نشان بھی نہیں رہتا ہے، اسی طرح پنجوقتہ نماز سے قلب

وبدن پر گناہوں کا اثر نہیں رہتا اور گناہ اسکے نامۂ اعمال سے بھی مٹادئے جاتے ہیں:

عن ابی ھریرة رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ارأیتم لو ان نھرا بباب احدکم یغتسل منہ کل یوم خمس مرات ھل یبقی من درنہ شئ قالوا لا یبقی من درنہ شئ قال فذلک مثل الصلوات الخمس یمحو اللہ بھن الخطایا.

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے فرمایا سیدنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اگر تم میں سے کسی کے دروازے کے سامنے نہر بہتی ہو اور وہ اس میں ہر دن پانچ بار نہاتا ہے، کیا اس کے بدن پر میل باقی رہیگا؟ صحابہ کرام نے عرض کیا: نہیں کچھ میل باقی نہ رہیگا، حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: یہ پنجوقتہ نمازوں کی مثال ہے، اللہ تعالی ان نمازوں کے ذریعہ خطاؤں کو مٹاتا ہے۔

(صحیح البخاری، کتاب مواقیت الصلوۃ، باب الصلوات الخمس کفارۃ، حدیث نمبر 528، صحیح مسلم، کتاب المساجد، باب المشی الی الصلوۃ......، حدیث نمبر 1554)

﴿نماز، گناہوں کی مغفرت کا ذریعہ﴾

نماز میں دنیوی واخروی بے شمار فوائد ہیں یہ فوائد اسی نمازی کا مقدر بنتے ہیں جو خشوع وخضوع کے ساتھ خوشنودیٔ الہی ورضاء حق تعالی کیلئے نماز ادا کرتا ہے اور اپنے قلب وخواطر پر بحالت نماز قابو رکھتا ہے، تصورات کو منتشر ہونے نہیں دیتا۔ چنانچہ حدیث شریف میں ہے:

عن ابی ذر ان النبی صلی الله علیه وسلم خرج زمن الشتاء والورق یتهافت قال فقال یا اباذر ! قلت لبیک یا رسول الله قال ان العبد المسلم لیصلی الصلاة یرید بها وجه الله فتهافت عنه ذنوبه کما تهافت هذا الورق عن هذه الشجرة

حضرت ابو ذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم موسم سرما میں باہر تشریف لائے جب کہ درخت کے پتے جھڑ رہے تھے، ابوذر رضی اللہ عنہ نے کہا: حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے ابو ذر! میں نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حاضر خدمت ہوں، حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: یقیناً مسلمان بندہ نماز صرف اس لئے پڑھتا ہے کہ اللہ تعالی راضی ہو جائے تو اس سے گناہ اس طرح جھڑتے ہیں جیسا کہ اس درخت سے یہ پتے جھڑتے ہیں۔

(مسندالامام احمد، حدیث ابی ذر الغفاری، حدیث نمبر 22177)

﴿بروزحشر نمازی کیلئے نور و برہان کا اہتمام﴾

برادران اسلام! قیامت کے دن گنہگاروں کے چہرے سیاہ رہیں گے، معصیت ونافرمانی کے سبب دنیا میں جو دل کالے ہو چکے تھے قیامت کے دن اسکا اثر چہروں پر ظاہر ہوگا۔کیسی شرمندگی ورسوائی کا حال ہوگا کہ ابتداء کائنات سے انتہاء تک آنے والے تمام انسان ایک میدان میں جمع ہونگے' انبیاء کرام واولیاء اللہ کے حضور جب یہ بد حالی ظاہر ہوگی تو کتنی شرمندگی وفضیحت ہوگی۔اس پریشان کن حالت میں

نمازی کیلئے نور ہوگا، اسکا چہرہ اور بدن سب کچھ روشن ومنور ہوگا، جیسا کہ حدیث شریف میں ہے:

عن عبد الله بن عمرو بن العاص عن النبی صلی الله علیه وسلم انه ذکر الصلاة یوما فقال من حافظ علیها کانت له نورا وبرهانا ونجاة یوم القیامة ومن لم یحافظ علیها لم تکن له نورا ولا برهانا ولا نجاة وکان یوم القیامة مع قارون وفرعون وهامان وابی بن خلف.

حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہما سے روایت ہے، حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک دن نماز کا ذکر فرمایا، پھر ارشاد فرمایا: جس نے نماز کی پابندی کی قیامت کے دن اسکے لئے نماز نور وبرہان اور نجات کا باعث ہوگی اور جس نے اسکی پابندی نہ کی اسکے لئے نہ وہ نور وبرہان ہوگی اور نہ ونجات کا باعث ہوگی اور وہ (شخص) قیامت کے دن قارون' فرعون' ہامان اور ابی بن خلف کے ساتھ ہوگا۔

(مسند الامام احمد، مسند عبد اللہ بن عمرو بن العاص، حدیث نمبر 6733، شعب الایمان،...... باب فی الصلوۃ، حدیث نمبر 2697، سنن الدارمی، باب فی المحافظۃ علی الصلوۃ، حدیث نمبر 2777)

مذکورہ حدیث شریف میں نماز پڑھنے والوں کے لئے خوشخبری سنائی گئی اور بے نمازی کے لئے سخت وعید بیان کی گئی کہ قیامت کے دن وہ بڑے بڑے مجرموں کے ساتھ ہوگا، افسوس! کتنا بڑا خسارہ اٹھانا پڑے گا اور اس وقت کیسی رسوائی ہوگی، اللہ تعالی

تمام مسلمانوں کی حفاظت فرمائے۔

﴿نماز اللہ تعالی کے پاس سب سے محبوب عبادت﴾

توحید ورسالت کی گواہی کے بعد سب سے افضل عبادت نماز ہے اور وہ اللہ تعالی اور حبیب کبریا صلی اللہ علیہ وسلم کو سب سے زیادہ محبوب ہے، نماز وہ عبادت ہے جسے فرشتے بھی ادا کرتے ہیں، فرشتوں میں بعض ایسے ہیں کہ جب سے انہیں پیدا کیا گیا نماز میں مشغول ہیں، بعض رکوع وسجود میں اور بعض قیام وقعود میں رہتے ہیں، جیسا کہ حدیث شریف میں ہے:

ما افترض الله على خلقه بعد التوحيد احب اليه من الصلاة ولو كان شئ احب اليه منها لتعبد به ملائكته فمنهم راكع ومنهم ساجد ومنهم قائم وقاعد.	اللہ تعالی نے اپنی مخلوق پر توحید کے بعد نماز سے زیادہ محبوب کوئی عمل فرض نہیں فرمایا، اگر کوئی عمل اسکے پاس نماز سے زیادہ محبوب ہوتا توضرور فرشتے بھی وہ عمل کرتے، ان میں بعض فرشتے رکوع میں ہیں اور بعض سجدہ ریز ہیں، بعض قیام میں ہیں تو بعض قعدہ میں ہیں۔

(احیاء العلوم، ج:1 ص:152، فضیلۃ المکتوبۃ)

﴿سجدہ قرب الہی کا اعلی درجہ﴾

بندہ نماز کی حالت میں اللہ تعالی کا قرب حاصل کرتا ہے، ویسے تو نماز کا ہر حصہ ہر رکن قرب الہی کا ذریعہ ہے، لیکن حالت نماز میں نمازی سجدہ کرتے وقت اللہ تعالی کے سب سے زیادہ قریب ہوتا ہے جیسا کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کا ارشاد مبارک ہے:

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صلى الله عليه وسلم قَالَ أَقْرَبُ مَا يَكُونُ الْعَبْدُ مِنْ رَبِّهِ وَهُوَ سَاجِدٌ.	سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت ہے کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے ارشاد فرمایا: بندہ اللہ تعالی کا سب سے زیادہ قرب اُس وقت حاصل کرتا ہے جب وہ سجدہ کی حالت میں ہوتا ہے۔

(صحیح مسلم، باب مایقال فی الرکوع والسجود۔ حدیث نمبر 1111)

حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: جس شخص کو معلوم ہوجائے کہ نماز کیا ہے؟ وہ ہر مشغلہ چھوڑ دے گا اور اللہ تعالی کی عبادت کے لئے نماز میں کھڑا ہوجائے گا۔

﴿نماز یکسوئی اور اطمینان سے ادا کی جائے﴾

حضرات! واضح رہے کہ اگر نماز میں اسکے فرائض وواجبات ادا نہ ہوں تو نماز نہیں ہوتی اور اس کی سنتیں ترک کرنے سے نماز مکروہ ہوجاتی ہے اور نمازی اس کے پورے ثواب سے محروم ہوجاتا ہے، ارکان نماز میں جلدی کرنا، رکوع وسجود میں آداب کا لحاظ نہ رکھنا بڑی غفلت کی بات ہے، اس طرح نماز میں غفلت کرنے پر حق تعالی اپنی نظر رحمت نہیں ڈالے گا، ایسے لوگ نماز ادا کرنے کے باوجود اس کی لذت سے ناواقف اور اسکے ثواب سے محروم ہوتے ہیں، نماز کے واجبات اور سنتوں میں غفلت کرنا تو درکنار، اگر کوئی نماز میں رکوع اور سجدہ کے درمیان جس طرح سیدھا کھڑا ہونا چاہیے تھا، سستی اور غفلت کرتے ہوئے نہیں ٹھہرتا تو ایسا شخص بھی قیامت کے دن اللہ کی رحمت سے محروم رہ جائے گا، چنانچہ حدیث شریف میں ہے:

لا ينظر الله يوم القيامة الى العبد لا يقيم صلبه بين ركوعه وسجوده.

اللہ تعالی اس بندہ کی طرف قیامت کے دن بھی نظر رحمت نہیں فرمائے گا جو رکوع وسجود میں اپنی پیٹھ سیدھی نہیں رکھتا،یعنی ارکان نماز میں آداب وسنن کی رعایت نہیں رکھتا۔

(احیاء العلوم،ج:۱،ص:۱۵۳،فضیلۃ اتمام الارکان)

اس کے برخلاف جونماز کے فرائض بھی اچھی طرح ادا کرتا ہے اوراس کی سنن ومستحبات کا بھی لحاظ رکھتا ہے تو اس کی نماز اس شان سے بلند ہوتی ہے کہ اسکی روشنی چاروں سمت پھیل جاتی ہے،حدیث شریف میں ہے:

عن أنس بن مالك قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم : من صلى الصلاة لوقتها، وأسبغ لها وضوءها ، وأتم لها قيامها وخشوعها وركوعها وسجودها خرجت وهي بيضاء مسفرة ، تقول : حفظك الله كما حفظتني،

حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت ہے 'انہوں نے فرمایا:حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:جوشخص وقت پر نماز پڑھے اور اسکے لئے اچھی طرح وضوکرے،نماز میں قیام اور رکوع وسجود خشوع وخضوع کے ساتھ اچھی طرح کرےتو وہ نماز روشن اورچمکدار بن کر یہ کہتے ہوئے بلند ہوگی :اللہ تعالی تیری حفاظت کرے! جیسا کہ تو نے میری حفاظت کی۔

ومن صلى الصلاة لغير وقتها فلم يسبغ لها وضوءها ، ولم يتم لها خشوعها ولا ركوعها ولا سجودها خرجت وهي سوداء مظلمة، تقول :ضيعك الله كما ضيعتني ، حتى إذا كانت حيث شاء الله لفت كما يلف الثوب الخلق ثم ضرب بها وجهه.

اور جوشخص وقت پر نماز نہ پڑھے،اچھی طرح وضو نہ کرے،اسکے رکوع وسجود خشوع وخضوع کے ساتھ اچھی طرح نہ کرے تو وہ نماز سیاہ وتاریک بن کر یہ کہتے ہوئے بلند ہوگی :اللہ تعالی تجھے ضائع کرے! جیسا کہ تونے مجھے ضائع کیا' یہاں تک کہ وہ نماز اللہ تعالی جہاں تک چاہے پہنچتی ہے تو اسے ایسا لپیٹا جاتا ہے جیسا کہ بوسیدہ کپڑا لپیٹا جاتا ہے' پھر وہ نمازی کے چہرہ پر ماردی جاتی ہے۔

(المعجم الاوسط للطبرانی،باب الباء،من اسمہ بکر،حدیث نمبر 3213)

اس سے معلوم ہوتا ہے نماز کوخشوع وخضوع کے ساتھ، یکسوئی ودلجمعی کے ساتھ ادا کرنا چاہئے ، کیوں کہ جس نماز میں خشوع وخضوع نہیں ہوتا وہ رائگاں ہوجاتی ہےاوراس نماز کونماز میں کوتاہی کرنے والے کے چہرہ پرہی ماردیا جاتا ہے۔

﴿اولین پرسش نماز﴾

قیامت کے دن جب لوگوں کے اعمال کا حساب لیا جائے گا،سب سے پہلے جس عمل سے متعلق سوال ہوگا وہ نماز ہےاورجس عمل کے بارے میں پہلے پوچھا جائے بندہ اسی میں ناکام یا ناقص ہوتو وہ دوسرے اعمال میں بھی ناقص یاناکام ہوگا چنانچہ حدیث شریف میں ہے:

عن عبدالله بن قرط رضی الله عنه قال قال رسول الله صلی الله علیه وسلم اول مایحاسب به العبد یوم القیامة الصلاة فان صلحت صلح سائرعمله وان فسدت فسد سائر عمله .	حضرت عبداللہ بن قرط رضی اللہ عنہ سے روایت ہے،آپ نے فرمایا' سیدنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: بروزحشر سب سے پہلے بندہ سے جس عمل کے بارے میں پوچھا جائے گا وہ نماز ہے،اگر وہ صحیح ہوتو سارے اعمال صحیح ہیں اوراگر وہ بگڑ جائے تو سارے اعمال بگڑ جائیں گے۔

(المعجم الاوسط للطبرانی، باب الالف، من اسمہ احمد، حدیث نمبر 1929)

﴿نماز میں کوتاہی کرنے والوں کے لئے وعید﴾

نماز ایک عظیم عبادت ہے،اس سے غفلت نہیں کی جانی چاہئے،نماز کی ادائیگی میں سستی وکاہلی برتنا یالا پرواہی سے کام لینا ایسا گناہ ہے کہ اس سلسلہ میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

فَوَيْلٌ لِلْمُصَلِّينَ. الَّذِينَ هُمْ عَنْ صَلَاتِهِمْ سَاهُونَ .	توہلاکت ہے ان لوگوں کے لئے جواپنی نماز سے غفلت کرنے والے ہیں۔

(سورۃ الماعون 4/5)

آیت کریمہ میں جن نمازیوں کے لئے وعید بتلائی گئی وہ ایسے لوگ ہیں جو غفلت کی وجہ سے نماز پڑھتے ہی نہیں یا نماز پڑھتے بھی ہیں تو اس کے ادا کرنے میں کوتاہی کرتے ہیں،اس کے معاملہ میں لاپرواہی کرتے ہیں اوراپنی نماز خشوع وخضوع کے ساتھ ادانہیں کرتے ۔ بلکہ افکار وخیالات میں گم ہوتے ہیں،نماز میں پڑھی گئی

سورتوں سے غافل رہتے ہیں،رکعتوں کی تعداد سے بےخبر رہتے ہیں،حقیقت میں یہ قابل افسوس بات ہے' ایک بندۂ مومن کونماز کے بارے میں غفلت اور بےتوجہی سے اجتناب کی بےحد ضرورت ہے۔

﴿نماز میں چوری﴾

نماز میں تعدیل ارکان کا خیال رکھنا ضروری ہے،لہذا رکوع اور سجدہ ادا کرنے کے دوران اطمینان ملحوظ رکھنا چاہئے ، جوشخص اس کا خیال نہیں رکھتا اور رکوع اور سجدہ جلد بازی کے ساتھ ادا کرتا ہے اس سے متعلق حدیث پاک میں وعیدوارد ہوئی ہے۔

حدیث شریف میں سب سے بدترین چوراس شخص کو کہا گیا جونماز کے ارکان رکوع،سجدہ وغیرہ میں کمی کرتا ہے اوراطمینان سے ارکان ادانہیں کرتا،جیسا کہ مروی ہے، حضوراکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

اسوأ الناس سرقة الذی یسرق صلاته.	چوری کے اعتبار سے سب سے بدترین وہ شخص ہے جواپنی نماز میں چوری کرتا ہے۔

(مسندالامام احمد،حدیث ابی قتادۃالانصاری،حدیث نمبر 23311،المستدرک علی الصحیحین ،کتاب الصلوۃ،اما حدیث انس،حدیث نمبر 799)

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

الصلاۃ مکیال فمن اوفی استوفی ومن طفف فقد علم ما قال الله فی المطففین.	نماز اک پیمانہ ہے،جس نے پورا بھردیا اس نے پورا پایا اور جس نے کمی کی تو اللہ تعالی نے کم ناپنے والوں کی جو مذمت بیان فرمائی ہے' وہ جانتا ہے(کہ ان کے لئے ہلاکت وبربادی ہے۔)

(احیاءالعلوم،ج:1،ص:154،اتمام الارکان)

﴿نماز ترک کرنے والوں کے لئے وعید﴾

نماز اور مسلمان کا تعلق اس قدر گہرا ہے کہ کسی مسلمان سے نماز چھوڑنے کا تصور نہیں کیا جاسکتا، نماز سے بے تعلق رہنا، غیر مسلموں کا طریقہ ہے، نماز نہ پڑھنا، اہل کفر کا شعار ہے، اہل اسلام اور اہل کفر کے درمیان امتیاز یہ ہے کہ ہم اہل اسلام نماز پڑھتے ہیں وہ نماز نہیں پڑھتے، جس کی صراحت ہمیں صحیح مسلم شریف کی اس حدیث پاک سے ملتی ہے:

عَنْ أَبِی سُفْیَانَ قَالَ سَمِعْتُ جَابِرًا یَقُولُ سَمِعْتُ النَّبِیَّ صلی اللہ علیہ وسلم یَقُولُ إِنَّ بَیْنَ الرَّجُلِ وَبَیْنَ الشِّرْکِ وَالْکُفْرِ تَرْکَ الصَّلاَةِ .

حضرت ابوسفیان رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے انہوں نے کہا میں نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے سنا وہ فرماتے ہیں میں نے حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا کہ آدمی کے درمیان اور شرک وکفر کے درمیان نماز کا چھوڑنا ہے۔

(صحیح مسلم، کتاب الایمان، باب بیان اطلاق اسم الکفر علی من ترک الصلوۃ، حدیث نمبر:256)

اگر کوئی مسلمان نماز چھوڑ دے تو یقیناً اس نے اہل کفر کا عمل کیا، عملی طور پر ان میں شامل ہوگیا، مسلمانوں کو چاہئے کہ اس فرق وامتیاز کو باقی رکھیں اپنے شعار کی حفاظت کریں، جس طرح قرآن کریم وحدیث شریف میں نماز کی اہمیت بتلائی گئی ہے اسی طرح ہم اپنے اعمال کے ذریعہ اسے اہمیت دیں، جس طرح ہم اعتقادی طور پر نماز کو اہمیت دیتے ہیں اسی طرح نماز کی پابندی کرکے عملی طور پر اسے اہم قرار دیں، جو شخص

نماز چھوڑتا ہے اس کے لئے احادیث شریفہ میں وعیدیں وارد ہیں جیسا کہ امام طبرانی کی معجم کبیر میں حدیث مبارک ہے:

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ :مَنْ تَرَكَ صَلاةً لَقِيَ اللَّهَ وَهُوَ عَلَيْهِ غَضْبَانُ.

سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے، انہوں نے کہا: حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جس نے کوئی نماز چھوڑ دی تو وہ اللہ تعالی سے اس حال میں ملاقات کرے گا کہ وہ اس پر غضبناک ہوگا۔

(المعجم الکبیر للطبرانی، حدیث نمبر:11617)

﴿صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کی نماز﴾

نماز افضل ترین عبادت ہے، نماز میں بندہ بارگاہ الہی میں رہتا ہے، صحابہ کرام وتابعین عظام وخاصانِ خدا، خصوصاً نماز کی لذتوں سے خوب آشنا اور اسکے اسرار کے رازداں ہوتے ہیں، انوارِ الہی وتجلیات خداوندی کے مشاہدہ میں مستغرق رہتے ہیں۔ بحالت نماز دائیں، بائیں دیکھنا یا افکار وتخیلات میں گم رہنا غفلت کی علامت ہے، اہل قلب ونظر کی نمازیں اس شان کی ہوتی ہیں کہ انکے خشوع کا کروڑواں حصہ بھی نماز میں غفلت کرنے والوں کو میسر آئے تو انکا بیڑا پار ہوجائے۔

﴿حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی نماز﴾

افضل البشر بعد از انبیاء، سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ، جملہ صحابہ کرام کے درمیان تمام احوال وکیفیات میں سب سے افضل واعلی ہیں، حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی نماز سے متعلق صحیح بخاری شریف میں روایت مذکور ہے:

فكان يصلى فيه ويقرأالقران فيتصفق عليه نساء المشركين وابناء هم يعجبون وينظرون اليه وكان ابوبكر رجلا بكاء لايملك دمعه حين قرا القران .

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ گھر کے آنگن میں نماز ادا کرتے ، قرآن کریم کی تلاوت فرماتے تو مشرکین کی عورتوں اور بچوں کا ہجوم ہوجاتا ، وہ آپ کو دیکھ کر تعجب کرتے ، حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ بارگاہ الہی میں بہت زیادہ رونے والے تھے جب وہ قرآن کریم کی تلاوت کرتے تو اپنے آنسوؤں پر قابو نہ رکھتے ۔

(صحیح البخاری ، کتاب الکفالۃ ، باب جوار ابی بکر فی عہد النبی صلی اللہ علیہ وسلم وعقدہ ، حدیث نمبر:2297)

نماز میں آپ کا خشوع اور توجہ کی کیفیت سب سے زیادہ کمال پر تھی چنانچہ آپ کے خشوع سے متعلق روایت ہے حضرت مجاہد رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ جب نماز ادا فرماتے تو اس اطمینان سے قیام فرماتے جیسے کوئی لکڑی زمین میں گاڑ دی گئی ہو، یعنی لکڑی جس طرح بے حس و بے حرکت ہوتی ہے، غایت درجہ خشوع کے باعث نماز میں آپ کا بھی وہی حال رہتا:

عن مجاهد قال كان ابن الزبير إذا قام فى الصلاة كأنه عود من الخشوع قال مجاهد وحدثت أن أبا بكر كان كذلك.

حضرت مجاہد رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت ہے، انہوں نے کہا کہ جب حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ تعالی عنہ نماز میں کھڑے ہوتے تو خشوع کی وجہ سے گویا لکڑی معلوم ہوتے ۔ حضرت مجاہد رضی اللہ تعالی عنہ نے کہا: اور مجھے یہ خبر پہنچی ہے کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کا بھی یہی حال تھا۔

(مصنف ابن ابی شیبہ، ج2، ص237)

﴿حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کی نماز﴾

امیر المومنین حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کا سینہ، خوف الہی سے ایسا لبریز تھا کہ بے اختیار آنکھوں سے آنسو رواں ہوتے اور آہیں بلند ہوتیں:

عن عبد الله بن شداد بن الهاد قال سمعت نشيج عمر رضى الله عنه وانا فى آخر الصفوف فى صلاة الصبح وهو يقرأ سورة يوسف حتى بلغ اِنَّمَا أَشْكُوا بَثِّى وَحُزْنِى اِلَى اللّٰهِ.

حضرت عبد اللہ بن شداد بن ہاد بیان فرماتے ہیں: میں نماز فجر کے موقع پر آخری صف میں تھا میں نے حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے رونے کی آواز سنی، اس وقت آپ سورۂ یوسف کی تلاوت فرما رہے تھے حتی کہ اس آیت پر پہنچے: اِنَّمَا أَشْكُوا بَثِّى وَحُزْنِى اِلَى اللّٰهِ. میں اپنے رنج و غم کی فریاد اللہ تعالی کی بارگاہ میں کرتا ہوں۔

(کنز العمال، حرف الفاء، فضائل الفاروق رضی اللہ عنہ)

﴿مولائے کائنات کی نماز﴾

نماز سے متعلق حضرت علی رضی اللہ عنہ کے احوال واوصاف بہت مشہور ہیں، آپ کی نماز سے متعلق منقول ہے:

كان على بن ابى طالب اذا حضر وقت الصلاة يتزلزل ويتلون وجهه

جب نماز کا وقت آتا تو حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے جسم پر لرزہ طاری ہوتا اور چہرہ انور متغیر ہوجاتا،

فقیل لہ مالک یا امیر المؤمنین؟ فیقول جاء وقت امانة عرضها الله علی السموات والارض والجبال فابین ان یحملنها واشفقن منها.

آپ سے اس کے متعلق پوچھا جاتا: اے امیر المومنین کیا بات ہے؟ تو فرماتے: اس امانت کی ادائی کا وقت آچکا ہے جسے اللہ تعالیٰ نے آسمانوں اور زمین اور پہاڑوں پر پیش فرمایا تو انہوں نے اسے اٹھانے سے عاجزی کا اظہار کیا اور اس سے گھبرا گئے۔

(احیاء العلوم، کتاب اسرار الصلوۃ ومہماتہا، الباب الاول، فضیلۃ الخشوع)

﴿حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما کی نماز﴾

حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما جب نماز ادا فرماتے تو دیکھنے والوں کو یوں محسوس ہوتا کہ کوئی درخت کا تنہ ہے اور نماز میں آپ کے استغراق کی یہ کیفیت ہوتی کہ داہنی جانب یا بائیں جانب منجنیق سے سنگ باری بھی کی جائے تو آپکو اسکا احساس نہ ہو، جیسا کہ منقول ہے:

عن ابن المنکدر لو رأیت ابن الزبیر وھو یصلی لقلت غصن شجرة یصفقها الریح إن المنجنیق لیقع ھھنا وھھنا ما یبالی

حضرت ابن منکدر رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے انہوں نے فرمایا اگر تم حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما کو نماز پڑھتے دیکھتے تو ضرور یہ کہتے: ایک ایسا تنہ ہے، جسکے پتوں کو ہوا نے جھاڑ دیا، آپ کے اطراف اگر منجنیق پھینکی جاتی تب بھی آپ کو اسکی پرواہ نہ ہوتی۔

(حلیۃ الاولیاء، عبداللہ بن زبیر)

﴿نماز کی اہمیت وفضیلت پر صحابہ کرام کے اقوال﴾

...... سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

الصلاة امان اللہ فی الارض.

نماز، زمین میں اللہ تعالی کی طرف سے امن وسلامتی کا سبب ہے۔

(کنز العمال، کتاب الصلوۃ، الباب الاول فی فضلہا ووجوبہا۔ 21617)

...... حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے فرمایا: **لا اسلام لمن لم یصلّ.**

جو نماز نہ پڑھے اسکا اسلام سے کوئی تعلق نہیں۔

...... حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

صلاة الرجل فی بیتہ نور واذا قام الی الصلاة علقت خطایا فوقہ فلا یسجد سجدة الا کفر اللہ عنہ بها خطیئة.

آدمی کا اپنے گھر میں نفل پڑھنا نور ہے، جب وہ نماز کیلئے کھڑا ہوتو اسکی خطائیں اس کے اوپر لٹکائی جاتی ہیں جب بھی وہ سجدہ کرتا ہے تو وہ سجدہ نہیں کرتا مگر یہ کہ اللہ تعالی سجدہ کی وجہ سے اسکی خطاؤں کو مٹا دیتا ہے۔

(مصنف عبدالرزاق، کتاب الطہارۃ، باب ما یکفر الوضوء والصلوۃ۔ 149)

...... حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

ما دمت فی صلاة فأنت تقرع باب الملک ومن یقرع باب الملک یفتح لہ.

تم جب تک نماز میں ہو اللہ تعالی کا دروازہ کھٹکھٹا رہے ہو اور جو اللہ تعالیٰ کا دروازہ کھٹکھٹائے اسکے لئے دروازہ ضرور کھولا جائیگا۔

(حلیۃ الاولیاء،عبداللہ بن مسعود،مصنف عبدالرزاق،کتاب الصلوۃ،باب الصلوۃ من اللیل۔ 7435)

آخر میں رب کائنات کے دربار میں دعا ہے کہ ہم سب کونماز پڑھنے کی توفیق دے،اسکی لذتوں سے آشنا کردے،نماز کی حلاوت وشیرینی عطافرما،اورہمیں نماز کے تمام فوائدوبرکات سے سرفرازفرما!۔

آمِیـن بِجَاہِ سَیِّدِنَا طٰہٰ وَیٰسٓ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی وَبَارَکَ وَسَلَّمَ عَلَیْہِ وَعَلٰی آلِہٖ وَصَحْبِہٖ اَجْمَعِیْنَ وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ.

☆☆☆

سفرمعراج اور برزخی احوال

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ، وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَی سَیِّدِ الْاَنْبِیَاءِ وَالْمُرْسَلِیْنَ، وَعَلٰی آلِہِ الطَّیِّبِیْنَ الطَّاہِرِیْنَ، وَاَصْحَابِہِ الْاَکْرَمِیْنَ اَجْمَعِیْنَ،وَعَلٰی مَنْ اَحَبَّہُمْ وَتَبِعَہُمْ بِاِحْسَانٍ اِلٰی یَوْمِ الدِّیْنِ.

اَمَّا بَعْدُ! فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ، بِسمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ :وَمَا نُرْسِلُ بِالْآيَاتِ إِلَّا تَخْوِيفًا.

ترجمہ: ہم نشانیاں نہیں بھیجتے مگرڈرانے کے لئے۔(سورۃالاسراء۔59)

برادران اسلام! اللہ تعالی نے حضوراکرم رحمت عالم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے صدقہ وطفیل اس امت پر بے انتہاء احسانات فرمائے،اسے بے شمار نعمتوں سے سرفراز فرمایا اور مشقتوں کو دور کرکے اس امت کے لئے ہر معاملہ میں آسانی وسہولت عطا فرمائی۔

انہی آسانیوں میں یہ ہے کہ امتیوں سے گناہ سرزد ہوتے ہی فوراً مؤاخذہ نہیں کیاجاتا' بلکہ اُنہیں گناہوں سے بازآنے اورتوبہ کرنے کے لئے مہلت دی جاتی ہے،ان پرعمومی عذاب نازل نہیں کیاجاتا۔

وقتاً فوقتاً عجیب وغریب نشانیاں ظہورپذیرہوتی ہیں' کبھی سورج کوگہن لگتا ہے تو کبھی چاندکوگہن،کہیں زلزلہ آتاہے تو کہیں وبائی امراض جنم لیتے ہیں،کوئی مقام سیلاب وطوفان کی زدمیں آتاہے تو کوئی علاقہ سونامی کی لہروں سے متأثر ہوتاہے۔

قدرت کی یہ نشانیاں‘ عذاب الٰہی کی یہ علامتیں‘ کس لئے بھیجی جاتی ہیں؟ اس کی وجہ قرآن کریم میں بتلائی گئی ہے، اللہ تعالی کا ارشاد ہے:

وَمَا نُرْسِلُ بِالْآيَاتِ إِلَّا تَخْوِيفًا. ہم نشانیاں نہیں بھیجتے مگر ڈرانے کے لئے۔

(سورۃ الاسراء۔59)

یہ ساری نشانیاں اسی لئے ظہور میں آتی ہیں کہ خواب غفلت میں رہنے والا انسان بیدار ہوجائے، گنہگار ومعصیت شعار آدمی‘ متقی وپرہیزگار بن جائے‘ دنیاداری ودنیاطلبی میں منہمک افراد آخرت کی طرف متوجہ ہوجائیں‘ اپنے گناہوں سے توبہ کریں اور دنیا کے معاملات بھی دینداری کے ساتھ انجام دیں۔

حضرات! اس مختصر سی تمہید کے بعد ہم سفر معراج سے متعلق گفتگو کریں گے اور معجزۂ معراج کے ان تابناک گوشوں سے روشنی حاصل کریں گے جن سے ہماری دنیا وآخرت سنورتی ہے، اس سفر معراج میں امت کے لئے دو پیغام ملتے ہیں: (۱) عقائد کی اصلاح۔ (۲) اعمال کی اصلاح۔ ہم آج سفر معراج کے حوالہ سے اعمال کی اصلاح کی بابت گفتگو کریں گے۔

﴿احوال برزخ‘ امت کے لئے معراج کا اصلاحی گوشہ﴾

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے معراج کی شب بہت احوال ملاحظہ فرمائے، آپ نے نیکوکاروں کو بہترین حالت میں دیکھا، اور بدکاروں کو بدترین حالت میں دیکھا‘ اور امت کی اصلاح کے لئے اسے بیان فرمایا اور ان واقعات میں ہم امتیوں کے لئے سبق ہے، اچھے احوال سے ہمیں نیک اعمال کرنے کی جستجو پیدا کرنی چاہئے، بُرے

احوال سے عبرت کرتے ہوئے بدعملی ترک کرنے کا پختہ ارادہ کرنا چاہئے، شب معراج دکھائے جانے والے صالحین کے واقعات ہمارے لئے خیر وبھلائی کرنے میں مددگار اور حوصلہ افزا ہیں اور دین ودنیا میں کامیابی کے لئے مشعل ہدایت ہے، اسی طرح گنہگاروں کے واقعات ہمارے لئے عبرت ہیں اور اس میں ہمارے لئے درس ونصیحت ہے۔

شب معراج مسجد حرام سے مسجد اقصی تک سفر کے دوران حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے برزخی احوال کا مشاہدہ فرمایا، آپ نے نیک وبداعمال اور حسنات وسیئات کو برزخی شکل میں ملاحظہ فرمایا اور اسے امت کے لئے بیان فرمایا‘ تاکہ نیک اعمال کی بہترین شکلوں سے امتیو ں میں بھلائی کی رغبت پیدا ہو اور برے اعمال کی قبیح شکلوں کے ذریعہ برائی سے نفرت اور بیزاری ہوجائے۔

عالم برزخ کی اس تفصیل کو حضرت ابوالحسنات محدث دکن علیہ الرحمہ دلنشین انداز میں تحریر فرمایا: ہر کام نیک ہو یا بد‘ اسکے کرنے کے بعد اس کا رنگ روح پر اور دل پر جمتا ہے۔ اور عالم برزخ میں چھپتا ہے، ہر ایک کام عالم برزخ میں اپنے مناسب شکل وصورت سے ظاہر ہوتا ہے‘ اسی عالم برزخ کو قبر بھی کہتے ہیں، عالم برزخ میں جس کام کی جو صورت بنتی ہے قیامت تک وہی رہتی ہے‘ پھر قیامت میں جب یہ دونوں عالم (دنیا اور برزخ) فنا ہوجائیں گے‘ کثافت کی چادر اتار کر سارا عالم لطیف اور نورانی ہوجائے گا‘ تو عالم برزخ میں جس کام کی جو صورت بنی تھی وہ کامل طور پر ظاہر ہوجائے گی۔

ہر نیک وبد کام کے موجود ہونے کی تین حالتیں ہوتی ہیں: (1) صدور (2) ظہور مثالی (3) ظہور حقیقی۔

ان حالتوں کو ریکارڈنگ (Recording) کی مثال کے ذریعہ سمجھا جاسکتا ہے' آدمی منہ سے جو الفاظ نکالتا ہے وہ الفاظ ریکارڈ ہوتے ہیں اور ریکارڈ بجنے کے وقت الفاظ سنائی دیتے ہیں، (1) آدمی جب منہ سے الفاظ ادا کرتا ہے تو یہ پہلا درجہ عالم دنیا کی مثال ہے، (2) منہ سے نکلے ہوئے الفاظ ریکارڈ میں قید ہوتے ہیں، یہ دوسرا درجہ عالم برزخ کی مثال ہے۔

(3) ریکارڈ بجنے لگے تو بعینہ وہی الفاظ ادا ہوتے ہیں اور وہی آواز ظاہر ہوتی ہے جو اس میں ریکارڈ ہوئی، یہ تیسرا درجہ ہے جو عالم آخرت کی مثال ہے۔ جو آواز منہ سے نکلتی ہے وہ ریکارڈ ہوتی ہے اور ریکارڈ بجانے کے وقت وہی آواز سنائی دیتی ہے۔

اسی طرح مسلمان کو اس میں شک نہیں کرنا چاہئے کہ جس وقت کوئی عمل نیک وبد اس سے ہوتا ہے وہ عالم برزخ میں نہ چھپے گا اور قیامت میں اس کا پورا ظہور نہ ہوگا' کیوں کہ قدرت کے کارخانہ میں جو طریقہ مقرر کیا گیا ہے، اس کے خلاف نہیں ہوسکتا' ایسا ہی نیک وبد عمل کا جو طریقہ مقرر کیا گیا ہے اس کے برخلاف بھی نہیں ہوسکتا۔
(ملخص از معراج نامہ، ص45/44)

﴿مجاہدہ کرنے والوں کو سات سو گنا ثواب﴾

مجمع الزوائد میں راہ خدا میں مجاہدہ کرنے والوں سے متعلق منقول ہے:

عن أبي هريرة رضي الله عنه أن رسول الله صلى الله عليه وسلم أتي بفرس

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں ایک سواری پیش کی گئی،

يجعل كل خطو منه أقصى بصره فسار وسار معه جبريل فأتى على قوم يزرعون في يوم ويحصدون في يوم كلما حصدوا عاد كما كان فقال: يا جبريل من هؤلاء ؟ قال: هؤلاء المجاهدون في سبيل الله تضاعف لهم الحسنة بسبعمائة ضعف، وما أنفقوا من شيء فهو يخلفه.

جو اپنا ایک قدم تا حد نظر رکھتی تھی تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لے گئے اور آپ کے ساتھ جبریل علیہ السلام بھی چلے، حضور اکرم صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے ایک قوم کو ملاحظہ فرمایا، جو ایک دن زراعت کرتی ہے، دوسرے دن جب بھی وہ کھیتی کاٹتی ہے فصل پھر سے ہری بھری تیار رہتی ہے، حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے جبریل! یہ کون لوگ ہیں؟ حضرت جبریل علیہ السلام نے عرض کیا: یہ راہ خدا میں مجاہدہ کرنے والے ہیں، اُن کی نیکیوں کا اجروثواب اُنہیں سات سو گنا زیادہ دیا جائے گا، وہ جو کچھ خرچ کریں گے اللہ تعالی اُنہیں اُس کا بہترین بدلہ عطا فرمائے گا۔

(مجمع الزوائد، باب منہ فی الإسراء، حدیث نمبر 235)

حضرات! ہم اس بات سے بخوبی واقف ہیں کہ دشمنانِ اسلام سے جہاد تو مخصوص حالات میں ہوا کرتا ہے اور وہ بھی چند شرائط کے ساتھ محدود ہوتا ہے، اس کے برخلاف ایک بندۂ مومن اپنے نفس کے ساتھ ہر روز جہاد کرسکتا ہے' جو کہ جہاد اکبر ہے، اس کے ذریعہ ہم ہر وقت سات سو گنا ثواب حاصل کرسکتے ہیں۔

﴿غصہ پر قابو پانے اور معاف کرنے والوں کیلئے جنت میں محلات﴾

برادران اسلام! بندۂ مومن کا اپنے غصہ پر قابو پانا اور اگر اس پر زیادتی کی جائے تو درگزر کرنا بھی نفس کا مجاہدہ ہے، حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے غصہ ضبط کرنے والوں اور عفو و درگزر کرنے والوں سے متعلق خوشخبری سنائی' چنانچہ کنز العمال میں حدیث پاک ہے' حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

رأيت ليلة أسرى بى قصورا مستوية مشرفة على الجنة، فقلت :يا جبريل لمن هذا؟ فقال :للكاظمين الغيظ والعافين عن الناس.

معراج کی رات میں نے جنت میں برابر برابر اونچے محلات دیکھے تو میں نے کہا: اے جبریل! یہ محلات کس کے لئے ہیں؟ تو جبریل نے عرض کیا: یہ محلات غصہ ضبط کرنے والوں کے لئے اور لوگوں کو درگزر کرنے والوں کے لئے ہیں۔

(کنز العمال، حرف الالف، الاحسان فی الطاعات، حدیث نمبر:7016)

جولوگ اپنی مرضی کے خلاف کام ہونے کے باوجود اپنے غصہ کو ضبط کرتے ہیں، دوسروں کی غلطی کے باوجود اُنہیں درگزر کرتے ہیں، اور غلطی پر ان کی گرفت نہیں کرتے تو اللہ تعالی جنت میں اُنہیں اونچے محلات عطا فرماتا ہے۔

﴿نماز نہ پڑھنے والوں کے سر کچل دئے جاتے ہیں﴾

برادران اسلام! رب العزت کی بندگی وعبادت میں سب سے مقدم نماز ہے، وہ اسلام کا اہم رکن ہے، جسکی ادائیگی پر رب العالمین انعام عطا فرماتا ہے اور اس عظیم عبادت سے غفلت کرنے والوں عذاب تیار کر رکھا ہے۔

چنانچہ سفر معراج کے موقع پر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک اور قوم کو ملاحظہ کیا، جیسا کہ مجمع الزوائد میں ہے:

ثم أتى على قوم ترضخ رؤوسهم بالصخر كلما رضخت عادت كما كانت، ولا يفتر عنهم من ذلك شىء ،قال :يا جبريل من هؤلاء ؟ قال :هؤلاء الذين تثاقلت رؤوسهم عن الصلاة.

ایک بدنصیب قوم سخت تکالیف میں مبتلا ہے، ان کے سروں کو بڑے بڑے وزنی پتھروں سے کچلا جاتا ہے ، اِدھر سر کچلا گیا، اُدھر فوراً صحیح وسالم ہوگیا، پھر کچل دیا گیا، ان کی حالت بدستور یہی رہتی ہے، حضور اکرم صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا: اے جبریل! یہ کون بدنصیب لوگ ہیں، حضرت جبریل علیہ السلام نے عرض کیا: یہ وہ لوگ ہیں جن کے سر اللہ کی بارگاہ میں نہ جھکے۔

(مجمع الزوائد، باب منہ فی الإسراء، حدیث نمبر 235)

جو پنجوقتہ نماز نہیں پڑھتے تھے، بارگاہ خداوندی میں جبین نیاز خم کرنا بار سمجھتے تھے، اُنہیں اس طرح دردناک عذاب دیا جائے گا۔

﴿زکوٰۃ ادا نہ کرنے والے شکم سیر نہ ہوں گے﴾

اسلام کا ایک اہم رکن زکوۃ ہے، اسے ادا نہ کرنے والوں کے لئے رسوا کن عذاب ہے، معراج کی شب اس کے بارے میں برزخی منظر اس طرح پیش کیا گیا:

ثم أتى على قوم على أدبارهم رقاع وعلى أقبالهم رقاع

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ایسے لوگوں کے پاس سے گزرے جو برہنہ ہیں، ان کی ستر اور شرمگاہوں پر دھجیاں سی لگی ہوئی ہیں،

يسرحون كما تسرح الأنعام إلى الضريع والزقوم ورضف جهنم، قال :ما هؤلاء يا جبريل؟ قال :هؤلاء الذين لا يؤدون صدقات أموالهم وما ظلمهم الله وما الله بظلام للعبيد.

ان کی کیفیت یہ ہے کہ دوزخ کی خاردار خشک گھانس، درخت زقوم اور گرم پتھر، انگارے سب کچھ کھاجاتے ہیں جیسے چوپائے کھاتے ہیں، مگر وہ شکم سیر نہیں ہوتے۔ حضوراکرم صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا: اے جبریل !یہ کون لوگ ہیں ؟ حضرت جبریل علیہ السلام نے عرض کیا: یہ وہ لوگ ہیں جو اپنے مال کی زکوۃ ادا نہیں کرتے تھے، اللہ تعالی نے اُن پر ظلم نہیں کیا اور اللہ تعالی بندوں پر ظلم کرنے والا نہیں۔

(مجمع الزوائد، باب منہ فی الإسراء، حدیث نمبر 235)

﴿سودخوروں کے پیٹ سانپوں سے بھرے ہونگے﴾

غرباء کی محتاجی کا غلط فائدہ اٹھانے والے، انہیں قرض دے کران سے زیادہ رقم وصول کرنے والے بھی دردناک عذاب کے مستحق ہیں، معراج کی رات حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں بھی عذاب میں مبتلا پایا، چناچہ سنن ابن ماجہ شریف میں حدیث مبارک ہے:

عَنْ أَبِی هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صلى الله عليه وسلم أَتَيْتُ لَيْلَةَ أُسْرِیَ بِی عَلَى قَوْمٍ بُطُونُهُمْ كَالْبُيُوتِ فِيهَا الْحَيَّاتُ تُرَى مِنْ خَارِجِ بُطُونِهِمْ

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، انہوں نے فرمایا: حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: معراج کی شب میں ایک ایسی جماعت کے پاس گیا جن کے پیٹ گھروں کی طرح بڑے ہیں، جن میں سانپ ہیں جو پیٹ کے باہر سے دکھائی دیتے ہیں۔

فَقُلْتُ مَنْ هَؤُلاَءِ يَا جِبْرَائِيلُ قَالَ هَؤُلاَءِ أَكَلَةُ الرِّبَا .

میں نے کہا: جبریل !یہ کون لوگ ہیں؟ حضرت جبریل علیہ السلام نے عرض کیا: حضور! یہ سودخور ہیں۔

(سنن ابن ماجہ، ابواب التجارات، باب التغلیظ فی الربا، حدیث نمبر 2359)

﴿قرض دینے والوں کے لئے زائد ثواب کا وعدہ﴾

ضرورتمندوں کی مدد کرنا اور تنگدستوں کو قرض دینا باعث اجروثواب ہے، سفرمعراج کے موقع پر حضور پاک علیہ الصلوۃ السلام نے جہاں سودخوروں پر ہونے والے دردناک عذاب کی خبر دی، وہیں محتاجوں اور غریبوں کی مدد کرنے اور بلا سودی قرض دینے والوں کے لئے بھی بشارتیں ارشاد فرمائی، جیسا کہ سنن ابن ماجہ شریف میں حدیث پاک ہے :

عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صلى الله عليه وسلم رَأَيْتُ لَيْلَةَ أُسْرِیَ بِی عَلَى بَابِ الْجَنَّةِ مَكْتُوبًا الصَّدَقَةُ بِعَشْرِ أَمْثَالِهَا وَالْقَرْضُ بِثَمَانِيَةَ عَشَرَ . فَقُلْتُ يَا جِبْرِيلُ مَا بَالُ الْقَرْضِ أَفْضَلُ مِنَ الصَّدَقَةِ. قَالَ لأَنَّ السَّائِلَ يَسْأَلُ وَعِنْدَهُ وَالْمُسْتَقْرِضُ لاَ يَسْتَقْرِضُ إِلاَّ مِنْ حَاجَةٍ .

سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، انہوں نے کہا : حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: معراج کی رات، میں نے جنت کے دروازہ پر یہ لکھا ہوا دیکھا "صدقہ کا ثواب دس گنا ہے اور قرض کا ثواب اٹھارہ گنا ہے" تو میں نے کہا :اے جبریل! کیا بات ہے کہ قرض صدقہ سے افضل ہے؟ جبریل نے عرض کیا :اس لئے کہ مانگنے والا ایسے وقت بھی مانگتا ہے جب کہ اُسے ضرورت نہیں ہوتی اور قرض لینے والا ضرورت کی خاطر ہی قرض لیتا ہے۔

(سنن ابن ماجہ، کتاب الصدقات، باب القرض، حدیث نمبر:2525)

قرض دینے والا اگر چاہتا تو اپنی رقم کو سرمایہ کاری کی غرض سے کسی کمپنی میں مصروف کرسکتا تھا،کسی تجارتی ادارہ میں مشغول رکھ سکتا تھا،لیکن اُس نے سرمایہ کاری کے ذریعہ حاصل ہونے والے فائدہ کونظرانداز کیا،کسی معاشی غرض کے بغیر ضرورتمند شخص کو قرض کی رقم دے چکا‘اس معاملہ میں اس کا کوئی اقتصادی مقصد نہیں،محض اس کی مدد کرنا مقصود ہےتو اس کے بدلہ اللہ تعالی اُس کوآخرت میں ایسا عظیم ثواب سرفراز فرتا ہے کہ صدقہ کا ثواب دس گنا ہوتا ہےتو قرض دینے والے کو پروردگار عالم اٹھارہ گنا ثواب عنایت فرماتا ہے۔

﴿بے عمل واعظین وخطباء پرعذاب﴾

حضرات !نیکی کرنا اور نیکی کا حکم دینا‘ دونوں عمل ضروری ہے ،لیکن صرف دوسروں کوترغیب دینااورخود عمل نہ کرنا‘ آدمی کے لئے نہایت خطرناک ہے،اس کے انجام سے متعلق مسندامام احمد کی روایت میں مذکور ہے:

عَنْ أَنَسٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صلى الله عليه وسلم مَرَرْتُ لَيْلَةَ أُسْرِىَ بِى عَلَى قَوْمٍ تُقْرَضُ شِفَاهُهُمْ بِمَقَارِيضَ مِنْ نَارٍ

سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے‘ اُنہوں نے فرمایا:حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشادفرمایا:جس رات مجھے سیر کروائی گئی اُس رات میں ایسی قوم کے پاس سے گزرا جن کے ہونٹ آگ کی قینچیوں سے کاٹے جارہے تھے۔

قُلْتُ مَا هَؤُلاَءِ قَالَ هَؤُلاَءِ خُطَبَاءُ أُمَّتِكَ مِنْ أَهْلِ الدُّنْيَا كَانُوا يَأْمُرُونَ النَّاسَ بِالْبِرِّ وَيَنْسَوْنَ أَنْفُسَهُمْ وَهُمْ يَتْلُونَ الْكِتَابَ أَفَلاَ يَعْقِلُونَ .

میں نے کہا:جبرئیل !یہ کون لوگ ہیں؟ حضرت جبریل علیہ السلام نے عرض کیا:یہ لوگ آپ کی امت کے دنیادار خطباء ہیں ، جو لوگوں کو نیکی کا حکم دیا کرتے تھے اور اپنے آپ کو بھول جایا کرتے تھے‘حالانکہ وہ کتاب الہی کی تلاوت کرتے تھے تو کیا وہ عقل نہیں رکھتے ؟۔

(مسندالامام احمد۔مسندانس بن مالک،حدیث نمبر:13193)

﴿غیبت کرنے والوں پرعذاب﴾

غیبت معاشرہ کی سنگین برائی ہے،جس کی وجہ سے سماج میں آپسی اتفاق ختم ہوجاتا ہے اور اختلاف کی آگ بھڑک جاتی ہے ،اگرکوئی شخص غیبت کرتا ہے،کسی کی غیرموجودگی میں اس کی برائی بیان کرتا ہےتو یقیناً اس سے معاشرہ میں اختلاف پیدا ہوتا ہے،ایسے لوگوں کے حق میں بھی سخت وعیدیں وارد ہوئی ہیں‘چنانچہ معراج کے موقع پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے غیبت کرنے والوں کے عبرت ناک انجام کو ملاحظہ فرمایا جیسا کہ سنن ابوداؤدشریف میں حدیث پاک ہے:

عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صلى الله عليه وسلم

سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے ،اُنہوں نے فرمایا:حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

لَمَّا عُرِجَ بِی مَرَرْتُ بِقَوْمٍ لَهُمْ أَظْفَارٌ مِنْ نُحَاسٍ يَخْمِشُونَ وُجُوهَهُمْ وَصُدُورَهُمْ فَقُلْتُ مَنْ هَؤُلاَءِ يَا جِبْرِيلُ قَالَ هَؤُلاَءِ الَّذِينَ يَأْكُلُونَ لُحُومَ النَّاسِ وَيَقَعُونَ فِي أَعْرَاضِهِمْ .

جب مجھے معراج کروائی گئی تو میں ایسی قوم کے پاس سے گزرا جن کے ناخن پیتل کے تھے،جس سے وہ اپنے چہروں اورسینوں کوکھروچ رہے ہیں تو میں نے کہا :اے جبریل !یہ کون لوگ ہیں ؟ جبریل نے عرض کیا: یہ وہ لوگ ہیں جو لوگوں کا گوشت کھاتے تھے اور اُن کی عزت پر حملے کرتے تھے۔

(سنن ابی داود۔حدیث نمبر:4880)

حضرات !سفرمعراج میں ظاہر ہونے والے ان برزخی احوال معلوم کرنے کے بعد ہمیں اپنی زندگی میں اصلاح کی کوشش تیز کرنی چاہئے ،نفس سے جہاد کے ذریعہ ہم اپنی اصلاح کریں ،غصہ کو ضبط کرکے اپنے نفس کی اصلاح کریں ، ضرورتمندوں کوقرض دے کرزائد نیکیاں حاصل کریں اور دیگر نیک اعمال اختیار کریں اورزندگی کے ہرشعبہ میں اصلاح کی کوشش کریں۔

اللہ تعالی ہمیں اپنے اعمال کا محاسبہ کرنے کی توفیق عطا فرمائے ٗخیر وبھلائی کو اپنانے اور بدی وبرائی سے اجتناب کرنے کی توفیق مرحمت فرمائے ،آمیں بجاہ سیدنا طٰہٰ ویٰس صَلَّی اللهُ تَعَالَی وَبَارَکَ وَسَلَّمَ عَلَيْهِ وَعَلٰی آلِهٖ وَصَحْبِه اَجْمَعِيْنَ وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ.

☆☆☆

معجزۂ معراج ٗاسرار وحقائق

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ، وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰى سَيِّدِ الْاَنْبِيَاءِ وَالْمُرْسَلِيْنَ، وَعَلٰى آلِهِ الطَّيِّبِيْنَ الطَّاهِرِيْنَ، وَاَصْحَابِهِ الْاَكْرَمِيْنَ اَجْمَعِيْنَ،وَعَلٰى مَنْ اَحَبَّهُمْ وَتَبِعَهُمْ بِاِحْسَانٍ اِلٰى يَوْمِ الدِّيْنِ .

اَمَّا بَعْدُ ! فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ، بِسمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ: سُبْحَانَ الَّذِىْ أَسْرىٰ بِعَبْدِهٖ لَيْلاً مِّنَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ إِلَى الْمَسْجِدِ الْأَقْصَى الَّذِىْ بَارَكْنَا حَوْلَهٗ لِنُرِيَهٗ مِنْ اٰيَاتِنَا إِنَّهٗ هُوَ السَّمِيْعُ الْبَصِيْرُ. صَدَقَ اللهُ الْعَظِيْمُ.

اللہ تعالی نے مخلوق کی ہدایت اور رہنمائی کے لئے حضرات انبیاء کرام علیہم السلام کومبعوث فرمایا، ہر نبی کوان کے دور کے تقاضوں کے مطابق معجزات عطا کئے، امت جس فن میں کمال رکھتی تھی حضرات انبیاءکرام علیہم السلام بھی اسی صنف اوراسی قسم سے اِس شان کا معجزہ پیش کرتے کہ تمام افراد کی عقلیں دنگ رہ جاتیں،صبح قیامت تک آنے والی تمام نسل انسانی چونکہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ والہ وسلم ہی کی امت ہےاوراس امت میں چونکہ سائنس وٹکنالوجی بام عروج پر پہنچنے والی تھی ٗ چنانچہ اللہ تعالی نے اسلام کو درپیش ہونے والے تمام چیلنجس کا جواب دیتے ہوئے اسلام کی حقانیت کوواضح کردیا۔

آج سائنس وٹکنالوجی ترقی اورعروج کی منزلیں طئے کرتی ہوئی اس مقام پر پہنچ گئی ہے کہ انسان سورج کی شعاعوں کوگرفتار کررہاہے،خلائی کائنات کا سفر کرتے ہوئے

چاند تک پہنچ گیا ہے،لیکن سائنس اور ماہرین فلکیات اپنی اس حیرت انگیز ترقی کے باوجود حضور اکرم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے معجزۂ معراج کی عظمت ورفعت کے سامنے دم بخود ہیں۔

خاتم پیغمبراں اور سرور کون ومکاں
رفعتوں کی،عظمتوں کی آپ سے پہچان ہے
اُدْنُ مِنِّیْ کی صدا سے ہورہا ہے یہ عیاں
آپ کی قربت پہ حیراں عالمِ امکان ہے

(مؤلف)

حضرات !آج سائنسی دنیا جس قدر ترقی کرتی جارہی ہے اسی قدر اسلامی حقائق آشکار ہوتے جارہے ہیں،سفر معراج کے سلسلہ میں جواعتراض کیا جاتا ہے؛یہ کیسے ممکن ہیکہ رات کے مختصر سے حصہ میں اتنا طویل سفر کیا گیا ہو؟اہل انصاف کے پاس یہ اعتراض درست نہیں،کیونکہ انسان کی بنائی ہوئی بجلی کی سرعت ورفتار کا حال یہ ہے کہ وہ ایک سیکنڈ میں تین لاکھ(3,00,000) کیلومیٹر کا سفر طئے کرتی ہے،جب مخلوق کی بنائی ہوئی روشنی (الیکٹری سٹی) کی قوتِ سرعت کی شان یہ ہے تو قادر مطلق نے جنہیں سراپا نور بنا کر بھیجا ہے اس نورِکامل کی سرعتِ رفتار اور طاقتِ پرواز کا کون اندازہ کرسکتا ہے!

حضرات!اللہ تعالی نے دیگر انبیاء کرام علیہم السلام کو بھی معراج عطا فرمائی،لیکن جس قدر شان وعظمت والی معراج حبیب پاک صلی اللہ علیہ والہ وسلم کو عطا فرمائی،اس طرح کی معراج کسی اور کو عطا نہیں فرمائی،آپ نے رات کے مختصر سے حصہ میں اپنے جسد مبارک کے ساتھ حالت بیداری میں مسجد حرام سے مسجد اقصی،عالم برزخ،خلائی

کائنات اور ساتوں آسمان کی سیر فرمائی،جنت ودوزخ کا مشاہدہ فرمایا،عالم ملکوت کے عجائبِ قدرت ملاحظہ فرمائے،سدرۃ المنتہی اور ماوراءعرش تشریف لے گئے اور رب تعالی سے بے حجاب ہمکلام ہوئے اور اپنے ماتھے کی آنکھوں سے دیدار حق تعالی کی خصوصی سعادت حاصل فرمائی۔

یہاں اس مبارک سفر میں پنہاں چند رموز واسرار،حقائق ومعارف بیان کئے جارہے ہیں جس سے معلوم ہو کہ اللہ تعالی نے اپنے حبیب کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی عظمت ورفعت کے اظہار کے لئے کس قدر اہتمام فرمایا ہے۔

ابھی خطبہ میں جس آیت مبارکہ کی تلاوت کی گئی،اس میں حق تعالی ارشاد فرماتا ہے:

سُبْحَانَ الَّذِیْ أَسْرٰی بِعَبْدِهٖ لَیْلاً مِّنَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ إِلَی الْمَسْجِدِ الْأَقْصَی الَّذِیْ بَارَكْنَا حَوْلَهٗ لِنُرِیَهٗ مِنْ اٰیَاتِنَا إِنَّهٗ هُوَ السَّمِیْعُ الْبَصِیْرُ.

(سورۃ بنی اسرائیل:1)

ترجمہ: پاک ہے وہ ذات جس نے اپنے بندۂ (خاص حضرت محمد مصطفی صلی اللہ علیہ والہ وسلم) کو رات کے مختصر سے حصہ میں مسجد حرام سے مسجد اقصی تک سیر کرائی،جس کے اطراف ہم نے برکتیں رکھی ہیں،تا کہ ہم انہیں اپنی قدرت کی نشانیاں دکھائیں،بلاشبہ وہی سننے والا دیکھنے والا ہے۔

﴿آیت معراج میں ایک لطیف اشارہ﴾

واقعہ معراج شریف میں ہزار ہا حکمتیں پنہاں ہیں جن کو اہل علم وعرفان جانتے ہیں، سورہ بنی اسرائیل کی مذکورہ آیت کریمہ میں جو واقعہ معراج کا تذکرہ کیا گیا ہے اس آیت مبارکہ کی ابتداء لفظ ''سبحان'' کے ''س'' سے ہے اور اختتام ''بصیر'' کی ''ر'' پر ہے، آیت معراج کے ابتدائی اور اخیر حرف کو ملانے سے ''سِر'' بنتا ہے جس کے معنی عربی زبان میں راز کے ہیں، اس آیت کریمہ میں اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ واقعہ معراج **سر من اسرار الله** اللہ کے رازوں میں ایک عظیم راز ہے جس کی حقیقت کو سوائے اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے کوئی نہیں جانتا، اسی لئے اللہ تعالیٰ نے ان راز کی باتوں کو پوشیدہ رکھدیا، فرمایا ہے:

فَأَوْحٰى إِلٰى عَبْدِهِ مَا أَوْحٰى. خدائے تعالیٰ کو اپنے بندہ پر جو وحی کرنا منظور تھا وہ وحی کی۔

(سورۃ النجم۔10)

حضور اکرم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کا معراج شریف میں عرش الہی پر جانا ہی معجزہ نہیں ہے بلکہ آپ کا واپس آنا بھی معجزہ ہے، چونکہ آپ نور ہیں اور بشری لباس میں یہاں جلوہ گر ہوئے ہیں، رات کے مختصر سے حصہ میں عالم بالا کی سیر کرنا اور لامکاں تشریف لے جانا' یہ آپ کی شان بشریت کا معجزہ ہے اور نور ہوکر لوگوں کے درمیان رہنا، تجارت ومعاملات کرنا، خوردونوش فرمانا یہ آپ کی شانِ نورانیت کا معجزہ ہے۔

﴿بشریت کی اعجازی شان﴾

ہر شخص اس بات سے بخوبی واقف ہے کہ انسان کو زندگی گزارنے کے لئے چند چیزوں کی ضرورت ہوتی ہے: خوراک، پوشاک اور مکان، یہ ضروریات زندگی

کہلاتے ہیں، جن پر زندگی کا مدار ہوتا ہے، یہ چیزیں ہر فرد بشر کی زندگی کا جزءِ لاینفک ہیں، اللہ تعالیٰ نے معراج کی شب حضور اکرم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی بشریت کی اعجازی شان کو اس طور پر واضح فرمایا کہ کوئی بشر مکان کے بغیر زندہ نہیں رہ سکتا اور مصنوعی آلہ استعمال کئے بغیر وہ خلائی کائنات سے گزر نہیں سکتا، لیکن حضور اکرم صلی اللہ علیہ والہ وسلم معراج کی شب خلائی کائنات سے گزرے اور لامکاں پہنچے، یہ آپ کی بشریت کا اعجاز ہے۔ اسی طرح انسان بغیر غذا کے زندہ نہیں رہ سکتا، لیکن حضور اکرم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی معجزانہ شان ہے کہ آپ بغیر سحر وافطار کے مسلسل روزہ رکھا کرتے، صحابہ کرام بھی آپ کی اتباع میں مسلسل روزے رکھنے لگے تو ان پر ضعف ونقاہت طاری ہونے لگی، حضور اکرم صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

وَأَيُّكُمْ مِثْلِي إِنِّي أَبِيتُ يُطْعِمُنِي رَبِّي وَيَسْقِينِ. تم میں کون میری طرح ہے؟ میں اپنے پروردگار کے پاس رات گزارتا ہوں، میرا رب مجھے کھلاتا اور پلاتا ہے۔

(صحیح البخاری، كتاب الصوم، باب التنكيل لمن أكثر الوصال، حدیث نمبر۔1965)

حضرات! یہ ایک مسلمہ حقیقت ہے کہ فرشتے نور سے پیدا کئے گئے اور حضرت جبریل امین علیہ السلام تمام فرشتوں کے سردار ہیں، تو ظاہر ہے کہ وہ نورانیت میں تمام ملائکہ میں ممتاز ہیں، لیکن طائر سدرۃ المنتہی، امین وحی الہی، سید الملائکہ حضرت جبریل علیہ السلام بھی معراج کی شب سدرۃ المنتہی پر رک گئے اور عرض کرنے لگے: یارسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم! اگر میں اس مقام سے انگلی کے پور کے برابر بھی آگے بڑھوں گا تو

تجلیات الٰہی کی وجہ سے جل کر خاک ہو جاؤں گا۔ جیسا کہ تفسیر روح البیان میں ہے:

فَقَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ اَفِیْ مِثْلِ هٰذَا الْمَقَامِ يَتْرُكُ الْخَلِيْلُ خَلِيْلَهٗ؟ فَقَالَ: لَوْ تَجَاوَزْتُ لَاُحْرِقْتُ بِالنُّوْرِ. وَفِیْ رِوَايَةٍ لَوْ دَنَوْتُ اَنْمُلَةً لَاُحْرِقْتُ.

حضور اکرم صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے جبرئیل علیہ السلام سے فرمایا: کیا ایسے مقام پر کوئی دوست اپنے دوست کو چھوڑ دیتا ہے؟ تو جبرئیل علیہ السلام نے عرض کیا: حضور! اگر میں آگے بڑھوں تو نور سے جل جاؤں گا، اور ایک روایت میں ہے: اگر میں ایک پور کے برابر بھی قریب آؤں تو خاکستر ہو جاؤں گا۔

(تفسیر روح البیان، سورۃ الاسراء۔1)

الغرض حضور اکرم صلی اللہ علیہ والہ وسلم سدرۃ المنتہی سے آگے تشریف لے گئے۔

برادران اسلام! مقام غور ہے! جو فرشتہ نور سے پیدا کیا گیا اس کی ذات ان تجلیات الٰہیہ کی متحمل نہیں، لیکن حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی بشریت کی اعجازی شان یہ ہے کہ آپ سدرۃ المنتہیٰ سے آگے گزر گئے، حریم ناز میں پہنچے، حظیرۂ قدس میں باریابی حاصل فرمائی اور تجلیات الٰہیہ کی آپ پر پیہم بارش ہوتی رہتی ہے۔

اس طرح سفر معراج کے ذریعہ دنیا پر آشکار کیا گیا کہ جبریل امین سید الملائکہ کا حال یہ ہے کہ باوجود نورانی ہونے کے ان تجلیات الٰہیہ کی تاب نہ لا سکے اور حبیب کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی شان رفیع یہ ہے کہ آپ ہر آن قرب الٰہی کی منزلیں طے فرماتے ہیں اور آپ پر ہر دم نئی تجلی کا ظہور ہوتا ہے جیسا کہ اللہ تعالی کا وعدہ ہے:

وَلَلْاٰخِرَةُ خَيْرٌ لَّكَ مِنَ الْاُوْلٰى.

اے حبیب پاک صلی اللہ علیہ والہ وسلم! آپ کی ہر آنے والی گھڑی پچھلی گھڑی سے بہتر ہے۔

(سورۃ الضحیٰ۔4)

آپ صرف ان انوار وتجلیات کا تحمل ہی نہیں فرماتے بلکہ امت کو ان کے فیوض وبرکات سے مستفیض ومستنیر بھی فرماتے ہیں۔

﴿نورانیت کی اعجازی شان﴾

برادران اسلام! آپ نے ابھی معجزۂ معراج کے پس منظر میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی شان بشریت کے چند اعجازی پہلو سماعت کئے، اب آپ کی شان نورانیت کے نورانی تذکرہ سے اپنے قلوب کو منور کریں!

حضور اکرم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی نورانیت کا کمال یہ ہے کہ آپ نے اپنے ماتھے کی آنکھوں سے رب تعالی کا دیدار فرمایا، اور دیدار بھی اس شان سے فرمایا کہ اللہ تعالی فرماتا ہے:

مَا زَاغَ الْبَصَرُ وَمَا طَغٰى. لَقَدْ رَاٰى مِنْ اٰيٰتِ رَبِّهِ الْكُبْرٰى.

(دیدار حق کے وقت) نہ نگاہ اِدھر اُدھر متوجہ ہوئی اور نہ جلوۂ حق سے متجاوز ہوئی۔ بیشک آپ نے اپنے رب کی نشانیوں میں سب سے بڑی نشانی (جلوۂ حق) کا مشاہدہ کیا۔

(سورۃ النجم۔17/18)

آپ کی نورانیت کی اعجازی شان بیان کرتے ہوئے زبدۃ المحدثین حضرت

ابوالحسنات سید عبداللہ شاہ نقشبندی مجددی قادری محدث دکن رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

(شب معراج جب آپ کی سواری نکلی تو) ستر ہزار فرشتے سیدھے طرف اور ستّر ہزار فرشتے بائیں طرف، ہر ایک کے ہاتھ میں عرش کے نور کی ایک ایک مشعل تھی، باوجود اس کے حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے چہرۂ مبارک کے نور کا اور ہی عالم تھا۔ حکم ہوا جبرئیل! میرے حبیب کے چہرہ پر کئی ہزار پردے پڑے ہوئے ہیں پھر بھی نور کا یہ عالم ہے، اچھا ذرا ایک پردہ تو اٹھاؤ! ایک پردہ کا اٹھنا تھا کہ نور کے جو لکھوکھا قندیلیں روشن تھیں حضرت کے نور کے سامنے ماند پڑگئیں۔ (معراج نامہ، ص43)

قلب اطہر کو غسل دیا گیا

شب معراج حضور اکرم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے قلب اطہر کو آب زم زم سے دھویا گیا، آپ کا سینۂ اقدس چاک کیا گیا، ایمان وحکمت سے لبریز طشت اُس میں انڈیل دیا گیا، جیسا کہ حدیث شریف میں آتا ہے:

فَشَقَّ مَا بَيْنَ هَذِهِ إِلَى هَذِهِ	فرشتہ نے یہاں (سینہ) سے یہاں (ناف) تک چاک کیا۔
. . . فَاسْتَخْرَجَ قَلْبِي ، ثُمَّ أُتِيتُ بِطَسْتٍ مِنْ ذَهَبٍ مَمْلُوءَةٍ إِيمَانًا ، فَغُسِلَ قَلْبِي ثُمَّ حُشِيَ.	اور اس نے میرا دل نکالا، پھر میرے پاس سونے کا ایک طشت لایا گیا، جو ایمان سے لبریز تھا، پھر میرے دل کو دھویا گیا اور (اپنے مقام پر) رکھ دیا گیا۔

(صحیح البخاری، مناقب الانصار، باب المعراج، حدیث نمبر 3887۔ مسند الامام احمد، حدیث مالک بن صعصعۃ، حدیث نمبر 18312)

برادران اسلام! زندگی کا تعلق دل سے ہے، قلب مرکز حیات ہے، کائنات

میں کوئی ایسا انسان نہیں جو بغیر دل کے زندہ رہ سکے، اوپن ہارٹ سرجری (Open heart surgery) کے دوران بھی اطباء ایسے آلات کا استعمال کرتے ہیں، جن کی مدد سے وہ دل اور جسم کے درمیان رابطہ ضرور باقی رکھتے ہیں اور ان کی وجہ سے انسان زندہ رہتا ہے، اور ادھر حبیب پاک علیہ الصلوۃ والسلام کی شان یہ ہے کہ آپ کا سینۂ اقدس چاک کیا گیا، زم زم کے پانی سے قلب اطہر کو دھویا گیا، انوار وحکمت کے طشت انڈیلے گئے، ان تمام احوال کی خبر خود حضور اکرم صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے عطا فرمائی ہے، مرکز حیات قلب باہر نکالے جانے کے باوجود بدستور آپ حیات رہے، معلوم ہوا کہ زندگی کے وسائل بظاہر منقطع ہونے سے آپ کے علم وادراک اور حیات طیبہ میں کوئی فرق نہیں آتا۔

اس مقام پر تفسیر وحدیث، سیر وتاریخ کی کسی کتاب میں اس امر کا ذکر نہیں ملتا کہ سینۂ اقدس چاک کئے جانے پر آپ کے جسم اطہر سے خون کا قطرہ نکلا ہو۔

چونکہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نور بھی ہیں اور بشر بھی، خون کا نکلنا بشریت کا تقاضہ ہے اور خون کا نہ نکلنا نورانیت کا تقاضہ ہے، سینۂ اقدس چاک کئے جانے پر بھی خون کا قطرہ نہ نکلنا' آپ کی بشریت کا معجزہ ہے، اسی طرح قلب اطہر سینۂ اقدس سے نکالنے کے بعد بھی بدستور باحیات رہنا' آپ کی بشریت کا معجزہ ہے، لہذا آپ کی شان نورانیت بھی بے مثال اور شان بشریت بھی بے مثال۔

علم میں فضل میں ہر وصف میں سب سے اعلی
شاہ کونین کو ہر شان میں یکتا دیکھا

(مؤلف)

شیخ الاسلام عارف باللہ امام محمد انوار اللہ فاروقی بانی جامعہ نظامیہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

عقدہ یہ کھلتا نہیں کہ کون ہیں اور کیا ہیں وہ
ہاں سمجھتے ہیں بس اتنا برزخ کبری ہیں وہ

﴿سفر معراج کی حکمت﴾

برادران اسلام! یوں تو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کی عطا سے فرش زمین پر رہ کر عجائب قدرت اور عالم بالا کے حقائق کو اپنی نورانی آنکھوں سے دیکھا کرتے ہیں، جنت ودوزخ کا مشاہدہ فرماتے ہیں، جب حضور اکرم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کو آسمانی کائنات کا سفر کروائے بغیر' اللہ تعالی روئے زمین پر ہی آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کو عالم بالا ولامکاں کی رؤیت اور جنت ودوزخ کا مشاہدہ کرواتا ہے، جیسا کہ صحیح بخاری شریف میں حدیث پاک ہے کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے نماز کسوف ادا فرمائی، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا: یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! ہم نے آپ کو دیکھا کہ آپ کسی چیز کو اپنے مبارک ہاتھ میں لے رہے ہیں پھر آپ پیچھے کی جانب تشریف لائے، تو حضور اکرم صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے ارشاد فرمایا: بیشک میرے سامنے جنت پیش کی گئی اور میں نے اس سے انگور کا خوشہ لینے کا ارادہ کیا (پھر میں نے اس ارادہ کو ترک کردیا) اور اگر میں اس کو لے لیتا تو تم رہتی دنیا تک اسے کھاتے رہتے وہ کبھی ختم نہ ہوتا۔

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ خَسَفَتِ الشَّمْسُ عَلٰى عَهْدِ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَصَلّٰى قَالُوا يَا رَسُولَ اللّٰهِ

رَاَيْنَاكَ تَنَاوَلْتَ شَيْئًا فِي مَقَامِكَ ثُمَّ رَاَيْنَاكَ تَكَعْكَعْتَ قَالَ إِنِّي اُرِيتُ الْجَنَّةَ فَتَنَاوَلْتُ مِنْهَا عُنْقُودًا وَلَوْ اَخَذْتُهُ لَاَكَلْتُمْ مِنْهُ مَا بَقِيَتِ الدُّنْيَا.

(صحیح البخاری، کتاب الاذان، باب رفع البصر الی الامام فی الصلاۃ، حدیث نمبر۔706)

واضح ہوا کہ جب حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم زمین پر تشریف فرما ہوکر آسمانی کائنات کا مشاہدہ فرماتے ہیں تو پھر آپ کو معراج کی شب آسمانوں پر کیوں بلایا گیا؟

دراصل اس میں حکمت الہی ومنشا ایزدی یہ ہے کہ عجائبِ قدرت کا مشاہدہ اور عالم ملکوت کی سیر کے علاوہ اپنے قرب خاص سے نواز کر ہمکلامی ودیدار پُرانوار کے شرف سے مشرف فرما کر حضور اکرم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی قدر ومنزلت کو تمام مخلوقات پر آشکار کرنا بھی مقصود تھا۔

دوسری وجہ یہ ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ والہ وسلم مسلسل تبلیغ دین واشاعت اسلام فرماتے رہے اور لوگوں کو دین حق کی طرف دعوت دیتے رہے، قدرشناسوں نے آپ کے دامن لطف وکرم سے وابستگی حاصل کی' لیکن سرکش لوگوں کی عناد وسرکشی اور ہٹ دھرمی' دعوت حق سے روگردانی اور دین حق سے اعراض کو ملاحظہ فرمانے کے بعد حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے پیغام الٰہی ودعوتِ اسلام دینے کے لئے طائف کی طرف سفر فرمایا، وہاں آپ نے دعوت اسلام دی، لیکن اہل طائف نے بجائے ایمان لانے کے آپ کے ساتھ مختلف قسم کی شرارتیں شروع کردیں، آپ پر پتھر برسائے جس سے آپ کے قدم مبارک لہولہان ہوئے اور نعلین مبارک خون سے بھر گئے۔

طائف کی زمین میں دی گئی تکلیفوں اور اذیتوں سے حبیب پاک صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے قلب مبارک پر گرانی اور خاطر عاطر پر حزن طاری تھا، حق تعالیٰ نے اپنے

حبیب صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی تسکین خاطر اور آپ کو فرحت و مسرت عطا کرنے کے لئے اور ساری خلقت پر آپ کی قدر و منزلت آشکار کرنے اور دیدار پُر انوار سے نوازنے کے لئے اپنے قرب خاص میں طلب کیا' تا کہ دنیا والوں کے سامنے آپ کی عُلوِ شان اور آپ کا مقام و مرتبہ ظاہر ہو جائے کہ جن مبارک قدموں کو طائف کی سرزمین پر زخمی کیا گیا یہ وہ مبارک قدم ہیں کہ عرش الٰہی بھی ان کو چوم کر برکتیں حاصل کرتا ہے اور سدرہ کے مکین' روح الامین بھی قرب خداوندی میں رہنے کے باوجود برکتوں کے سلسلہ میں ان مبارک قدموں کے محتاج ہیں۔

حضرت جبرئیل علیہ السلام جس طرح حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضری کو باعث سعادت سمجھتے اسی طرح اپنے مقام سدرۃ المنتہی میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے تشریف فرما ہونے کو باعث خیر و برکت جانتے ہیں۔

ملا معین کاشفی ہروی رحمۃ اللہ تعالی علیہ نے ''معارج النبوت'' میں روایت ذکر کی ہے:

بعد ازاں جبرئیل علیہ السلام گفت یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم! مرا بتو حاجتیست فرمود آں حاجت کدام است گفت خواہم کہ دریں مقام دو رکعت نماز

جبرئیل علیہ السلام نے عرض کیا: یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! میری آپ سے ایک درخواست ہے، حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کہو! وہ کیا ہے؟ انہوں نے عرض کیا: میری خواہش ہے کہ آپ یہاں دو رکعت نماز ادا فرمائیں

کنی تا مقام من از برکت قدم مبارکت بہرۂ یابد۔

تا کہ میری قیامگاہ آپ کے قدم مبارک کی برکت سے بہرہ ور ہو جائے۔

(معارج النبوت، رکن سوم، باب چہارم، فصل سیزدہم، در غرائب سدرۃ المنتہی، صفحہ 931)

﴿براق کے انتخاب کی حکمت﴾

حضرات! اس مبارک سفر کے لئے دستور کے مطابق اللہ تعالی بجائے براق کے کسی اور دنیوی سواری جو عرب میں استعمال کی جاتی تھی اسے روانہ فرمادیتا، یا اس سواری میں سرعت و تیزی پیدا فرمادیتا اور اسے بھیج دیتا یا آئندہ زمانہ میں جو تیز رفتار سواریاں پیدا ہونگی انہیں روانہ فرمادیتا، لیکن ایسا نہیں کیا بلکہ جنتی براق پیش کیا تا کہ پتہ چلے بے مثل و بے مثال حبیب صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے لئے سورای بھی ایسی بے مثال پیش کی جاتی ہے کہ آپ سے پہلے کسی نے اس پر سواری کی ہے اور نہ آپ کے بعد دنیا میں کسی اور کو ایسی سواری عطا کی جائے گی اور اگر آئندہ زمانہ میں پیدا ہونے والی تیز رفتار سواریاں پیش کی جاتیں تو مستقبل میں لوگ ترقی کر کے اس جیسی سواری پر سوار ہوتے، اسی لئے اللہ تعالی نے اپنے حبیب صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے لئے جنتی سواری کا انتخاب فرمایا کہ اس جیسی سواری پر دنیا میں کوئی سوار نہ ہو سکے۔

﴿براق پر سواری شاہانہ شان کیلئے﴾

براق ایک جنتی سواری ہے، آپ کی خدمت اقدس میں براق کی سواری پیش کی گئی، بجائے اس کے یہ بھی ہوسکتا تھا کہ آپ کے لئے مسافت کو لپیٹ دیا جاتا، زمین

سمیٹ دی جاتی اور آپ کا ایک قدم مبارک مکہ مکرمہ میں ہوتا اور دوسرا قدم مبارک مسجد اقصیٰ میں، لیکن حضور پاک علیہ الصلوۃ والسلام کے لئے ایسا نہیں کیا گیا، اس میں حکمت یہ ہے کہ مسافت کو لپیٹنا اولیاء کرام میں بھی مشترک ہے، اس کے برخلاف ایسی سواری کا ہونا جو چشم زدن میں طویل مسافت کو طئے کرے یہ حضرات انبیاء علیہم الصلوۃ والسلام کی امتیازی شان ہے۔ دوسری وجہ یہ ہے کہ براق سواری کی ضرورت ہونے کی بناء پر نہیں لائی گئی، بلکہ براق کو شرف بخشنے کے لئے اور آپ کی شان وشوکت کے اظہار کے لئے لائی گئی تھی، جس طرح دنیا کے معززین کو دعوت دی جاتی ہے تو نمائندہ کے ساتھ سواری بھیجی جاتی ہے، اس میں مہمان کا اکرام واحترام مقصود ہوتا ہے، اسی طرح خالق کائنات نے اپنے بے مثال حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کو بلایا تو ایسی سواری بھیجی جس پر کوئی بشر سوار نہیں ہوا۔

ان الحكمة فى الاسراء به راكبا، مع القدرة على طى الارض لــه، اشارة الى ان ذلک وقع تانيسا له بالعادة، فى مقام خرق العادة، لان العادة جرت ان الملک اذا استدعى من يختص به بعث اليه بمركوب سنى يحمله عليه فى وفادته اليه.

زمین سمیٹنے پر قدرت کے باوجود سواری کے ذریعہ سیر کرانے میں حکمت یہ ہے کہ یہ واقعہ اظہار معجزہ کے مقام پر رواج وروایت کے مطابق رونما ہوا، چونکہ عموماً رواج یہی ہے کہ بادشاہ کسی شخصیت کو مدعو کرتا ہے تو اس کے پاس اپنے نمائندہ کے ساتھ عمدہ سواری بھیجتا ہے۔

(مواہب لدنیہ مع شرح زرقانی، ج8، ص70)

﴿حضور اکرم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے مسجد اقصیٰ تشریف لے جانے کی حکمتیں﴾

برادران اسلام! یقیناً حضور اکرم صلی اللہ علیہ والہ وسلم سفر معراج کے موقع پر بیت المقدس تشریف لے گئے، یہاں یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ جب آپ کو آسمانی کائنات کا سفر کروانا مقصود تھا، اور رب تعالی سے ہمکلامی اور دیدار پُر انوار کی سعادت سے مالا مال کرنا تھا تو پھر آپ کو براہ راست آسمانوں پر کیوں نہیں لے جایا گیا، بیت المقدس کیوں لے جایا گیا، تو اس کی حکمت یہ بیان کی گئی کہ

پہلی حکمت: حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو شب معراج مسجد اقصیٰ اس لئے لے جایا گیا کہ کفار کو آپ کی صداقت کی دلیل مہیا ہو، کیونکہ آسمانوں کی نشانیاں کفار کی دیکھی ہوئی نہیں تھیں، وہ آپ کے معجزۂ معراج کی تصدیق کس طرح کرتے! چونکہ انہوں نے مسجد اقصیٰ دیکھی تھی، آپ سے مسجد اقصیٰ کی نشانیاں پوچھیں، آپ نے مسجد اقصیٰ کی نشانیاں اور راستے میں ملنے والے قافلوں کے احوال بتادیئے تاکہ آپ کی خبر صادق کے مطابق کفار پر حجت قائم ہوجائے۔

والحكمة فى إسرائه صلى الله عليه وسلم اولا إلى بيت المقدس، لاظهار الحق على من عاند، لانه لو عرج به من مكة إلى السماء، لم يجد لمعاندة الاعداء سبيلا إلى البيان والايضاح. (سبل الهدى والرشاد، ج1، ص17)

﴿بیت المقدس کی آرزو﴾

دوسری حکمت: امام محمد بن یوسف صالحی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ملک شام میں میدان حشر برپا ہوگا اور معراج شریف میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو بیت المقدس

لے جانے میں مشیت خداوندی یہ تھی کہ جب آپ کے مبارک قدم وہاں پڑ جائیں گے تو کل روز قیامت آپ کی امت کے لئے آسانیاں وسہولتیں میسر آجائیں گی اور آپ کے قدمین اطہرین کی برکت کے سبب وہاں پرٹھہرنا آسان ہوجائے گا۔(سبل الھدی والرشاد،ج3،ص 18)

تیسری حکمت: جوحضرت محدث دکن علیہ الرحمۃ نے بیان فرمائی ہے،آپ نے تحریر فرمایا:اس کی ایک وجہ تو یہ ہے کہ بیت المقدس ہروقت دعا کرتا تھا کہ الٰہی! تمام پیغمبروں سے میں مشرف ہوچکا،اب میرے دل میں کوئی آرزو باقی نہیں ہے،اگر ہے تو یہ ہے کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے قدم مُبارک دیکھوں ان کی ملاقات کے شوق کی آگ بے حد بھڑک رہی ہے،بیت المقدس کی آرزو پوری کرنے کے لئے بیت المقدس لے جایا گیا۔(معراج نامہ،ص29)

﴿جبرئیل امین کاحسن ادب﴾

معراج کی رات حضرت جبریل امین علیہ السلام نے حسن ادب کا عظیم نمونہ پیش کیا،جب وہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ اقدس میں حاضر ہوئے تو معمول کے مطابق دروازہ کی جانب سے نہیں آئے، بلکہ گھر کی چھت سے داخل ہوئے،اور قاعدہ تو یہ ہے:

وَاْتُوا الْبُيُوتَ مِنْ اَبْوَابِهَا. — اورتم گھروں میں ان کے دروازوں سے داخل ہو۔

(سورۃ البقرۃ189)

اس کی ایک وجہ تو یہ ہے کہ فرشتہ کا خلاف عادت غیرمعمولی راستہ اختیار کرنے

میں اس جانب اشارہ ہے کہ یہ سفر بھی غیر معمولی نوعیت کا حامل اورخلاف عادت ہے اور چھت کو شق کرکے اوپر کی جانب سے داخل ہونے میں اشارہ ہے کہ آپ کا سفر عروج وبلندی والا ہے۔

﴿سیدالملائکہ کاچہرہ سیدالانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کے تلوے اقدس پر﴾

شب معراج جبرئیل علیہ السلام نے سرورکونین صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت گزاری کی عظیم سعادت حاصل کی،جیسا کہ تفسیر روح البیان میں ہے:

ونزل جبريل وميكائيل واسرافيل عليهم السلام ومع كل واحد منهم سبعون الف ملك فاخذ جبريل بلجامها وميكائيل بركابها واسرافيل من خلفها.

شب معراج جبرئیل میکائیل اوراسرافیل علیہم السلام حاضر خدمت ہوئے اور ان میں ہر ایک کے ساتھ ستّر ستّر ہزار فرشتے تھے،جب سرورِکونین صلی اللہ علیہ وسلم براق پر سوار ہوئے توجبرئیل علیہ السلام براق کی لگام تھام لئے،میکائیل علیہ السلام رکاب پکڑے،اور اسرافیل علیہ السلام غاشیہ بردار رہے۔

(تفسیر روح البیان،ج5،ص109)

واقعہ معراج کے موقعہ پر بارگاہ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم میں جبرئیل امین کے حسن ادب کا سب سے اعلی قرینہ ملتا ہے،ملا محمد معین کاشفی ہروی رحمۃ اللہ علیہ نے شب معراج جبرئیل علیہ السلام کی حاضری کی کیفیت سے متعلق روایت بیان کی ہے:

ترکیب قالب من از کافور جنت بوده و حکمت آن نمید انستم و حکمت آن در شب معراج و انستم و آنچناں بود که در حسن ایقاظ آنحضرت صلی الله علیه وسلم از خواب متامل بودم که بچه کیفیتش از خواب بیدار کنم تاملم شدم که روی خود رابر کف پای مبارک کش نهم چون روی خود برکف پای آنحضرت صلی الله علیه وسلم مالیدم برودت کافور باحرارت که لازمه خوابست مقارن گشته آنحضرت صلی الله علیه و آله وسلم از خواب بلطف بیدار شد حاص آنوقت دانستم حکمت در خلق خود از کافور حکمت۔

حکمت کا علم نہیں تھا۔اس کی حکمت مجھے معراج کی رات معلوم ہوئی، وہ اس طرح کہ میں نفاست ولطافت کے باوجود آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بیدار کرنے میں تامل کر رہا تھا اور فکرمند تھا کہ کس کیفیت سے بیدار کروں، مجھے حکم ہوا کہ اپنے چہرہ کو آپ کے پائے مبارک کے تلوے اقدس پر مس کروں، جب میں نے اپنے چہرہ کو پائے مبارک پر ملا، کافور کی برودت، حرارت کے ساتھ ملی، آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خواب استراحت سے بہ سہولت بیدار ہوئے، اس وقت مجھے اپنے کافور سے پیدا کئے جانے کی حکمت معلوم ہوئی۔

(معارج النبوۃ فی مدارج الفتوۃ رکن سوم، باب چہارم، فصل دوم، در حکمت تعیین شب از برای معراج، صفحہ:601)

﴿آغاز سفر ام ہانی رضی اللہ عنہا کے مکان سے کیوں؟﴾

معراج شریف کے اس مبارک سفر کا آغاز حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے کاشانۂ اقدس سے نہیں بلکہ حضرت ام ہانی رضی اللہ عنہا کے مکان سے ہوا۔اس کی حکمت یہ ہے کہ حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے دراقدس کے آداب یہ ہیں کہ آپ کے درِ دولت میں بلا اجازت داخل ہونا ممنوع ہے۔بارگاہ نبوی صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے آداب کے بیان میں قرآن کریم ناطق ہے:

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ اٰمَنُوا لَا تَدْخُلُوا بُيُوتَ النَّبِيِّ إِلَّا أَنْ يُؤْذَنَ لَكُمْ

اے ایمان والو! نبی (اکرم صلی اللہ علیہ وسلم) کے کاشانۂ اقدس میں بلا اجازت داخل نہ ہو۔

(سورۃ الاحزاب:53)

اور اس حکم میں فرشتے بھی شامل ہیں، کیونکہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم تمام مخلوق کی طرف نبوت ورسالت کی شان کے ساتھ بھیجے گئے ہیں جیسا کہ صحیح مسلم شریف میں حدیث پاک ہے:

وارسلت الی الخلق کافة.

اور میں تمام مخلوق کی طرف رسول بنا کر بھیجا گیا ہوں۔

(صحیح مسلم، ج1،ص 199،حدیث نمبر:523۔مسند امام احمد،مسند ابو ھریرہ رضی اللہ عنہ،حدیث نمبر:8969۔زجاجۃ المصابیح،5ص8)

حضرت ملاعلی قاری رحمہ اللہ الباری نے مرقات میں اسکی شرح کرتے ہوئے لکھا ہے:

ای الی الموجودات باسرها عامة من الجن والانس و الملک والحیوانات والجمادات	میں تمام کائنات ، جنات وانسان ، فرشتے، حیوانات و جمادات سب کی طرف رسالت ونبوت کے ساتھ بھیجا گیا ہوں۔

(مرقاۃ المفاتیح، کتاب الفضائل والشمائل، باب فضائل سید المرسلین)۔

اسی لئے فرشتوں کے لئے بھی جائز نہیں کہ وہ بلا اجازت آپ کے دراقدس میں داخل ہوں ،معراج کی شب آپ اپنے کاشانۂ اقدس میں آرام نہیں فرمائے بلکہ حضرت ام ہانی رضی اللہ عنہا کے مکان تشریف لے گئے تا کہ فرشتہ آداب دربار مصطفوی اورمشیت الٰہی کے مطابق خدمت اقدس میں حاضر ہو۔ بندہ جب عبادت میں مصروف رہتا ہے تو وہ اللہ تعالی کے قرب خاص میں ہوتا ہے،نمازی جب نماز میں ہوتا ہے تو گویا وہ اپنے رب سے مناجات کرتا ہے "یناجی ربه" ،اورحضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں:قَالَ اَقْرَبُ مَا یَکُونُ الْعَبْدُ مِنْ رَبِّهٖ وَهُوَ سَاجِدٌ.

(صحیح مسلم،کتاب الصلاۃ، باب ما یقال فی الرکوع والسجود . حدیث نمبر 1111۔سنن ابی داود، کتاب الصلاۃ، باب فی الدعاء فی الرکوع والسجود. حدیث نمبر875۔)

بندہ اپنے مولی سے اس وقت زیادہ قریب ہوتا ہے جب وہ سجدہ کی حالت میں ہو۔

لیکن اللہ تعالی نے اپنے حبیب پاک صلی اللہ علیہ والہ وسلم کو کسی مخصوص عبادت کی حالت میں پیغامِ معراج نہیں بھیجا بلکہ آپ کے استراحت فرمانے کی حالت میں جبریل امین کو بھیجا، گوکہ سفرمعراج ازاول تا آخر بیداری میں ہوالیکن جبریل امین معراج کا پیغام اس وقت لے کر حاضر ہوئے جبکہ آپ استراحت فرمارہے تھے۔اس میں اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ اللہ تعالی اپنے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے استراحت فرمانے کی اداکوبھی اسقدر محبوب رکھتا ہے کہ اس میں اپنی نوازشات کی برسات فرماتا ہے،استراحت کی حالت میں قرب حق کی یہ شان ہے، بارگاہ خداوندی سے ایک عظیم سفرکیلئے پیغام ملتا ہے تو پھر وہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم جب طواف کعبہ میں ہوتے ہیں ،ذکر ودعاء میں مصروف رہتے ہیں، دربار خدامیں قیام فرماہوتے ہیں ،تبلیغ دین کا فریضہ انجام دیتے ہیں تو اس وقت کس طرح انعامات واکرامات کی مسلسل بارش ہوتی رہتی ہے۔اورآپ کا استراحت فرمانا بھی اس شان کا ہےکہ آپ فرماتے ہیں:

تَنَامُ عَیْنِی وَلَا یَنَامُ قَلْبِی.	میری آنکھ سوتی ہے اورمیرا قلب جاگتا رہتا ہے۔

(صحیح بخاری شریف، کتاب المناقب، باب کان النبی صلی اللہ علیہ وسلم تنام عینہ ولا ینام قلبہ،حدیث نمبر:3304)

اسی لئے آپ نے فرشتہ کے داخل ہونے اورادب کے نرالے اندازکوبھی بیان فرمایا، کیونکہ عام افراد کی نیندغفلت کی ہوتی ہے اورحضرات انبیاء کرام کی حالتِ نیند وبیداری دونوں یکساں ہیں۔

اس طرح آپ نے رات کے مختصر سے حصہ میں معراج کا سفر طے کیا، اللہ تعالی نے آپ کو ان مقامات عالیہ ودرجات رفیعہ پر متمکن فرمایا کہ عقل انسانی ان کا ادراک بھی نہیں کرسکتی۔

اللہ تعالی سے دعا ہے کہ ہمیں حق کہنے، حق سننے اور حق پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

آمِین بِجَاهِ سَيِّدِنَا طٰهٰ وَيٰسٓ صَلَّى اللهُ تَعَالَى وَبَارَكَ وَسَلَّمَ عَلَيْهِ وَعَلٰى آلِهِ وَصَحْبِهِ اَجْمَعِيْنَ وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ.

☆☆☆

نوٹ: خطبۂ اولی کیلئے ہر جمعہ کی مناسبت سے سابقہ بیانات میں درج کردہ احادیث شریفہ منتخب فرمالیں، سہولت کی خاطر ان پر بھی اعراب لگادیئے گئے ہیں۔

......خطبۂ ثانیہ......

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ حَمْدًا كَثِيْرًا كَمَا اَمَرَ، وَاَشْهَدُ اَنْ لَااِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَاشَرِيْكَ لَهٗ اِرْغَامًا لِمَنْ جَحَدَ بِهٖ وَكَفَرَ، وَاَشْهَدُ اَنَّ سَيِّدَنَا وَنَبِيَّنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدًا صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ سَيِّدُ الْخَلَائِقِ وَالْبَشَرِ، اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى سَيِّدِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدٍ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ مَصَابِيْحِ الْغُرَرِ.__اَمَّا بَعْدُ!

فَيَاعِبَادَ اللّٰهِ! اِتَّقُوْا اللّٰهَ تَعَالٰى مِنْ سَمَاعِ اللَّغْوِ وَفُضُوْلِ الْخَبَرِ، وَانْتَهُوْا عَمَّا نَهَاكُمْ عَنْهُ وَزَجَرَ، حَافِظُوْا عَلَى الطَّاعَةِ، وَحُضُوْرِ الْجُمَعِ وَالْجَمَاعَةِ. وَاعْلَمُوْا! اَنَّ اللّٰهَ اَمَرَكُمْ بِأَمْرٍ بَدَأَ فِيْهِ بِنَفْسِهٖ، وَثَنّٰى بِمَلَائِكَتِهِ الْمُسَبِّحَةِ لِقُدُسِهٖ، وَثَلَّثَ بِكُمْ اَيُّهَا الْمُؤْمِنُوْنَ مِنْ بَرِيَّةِ جِنِّهٖ وَاِنْسِهٖ، فَقَالَ تَعَالٰى فِيْ شَأْنِ نَبِيِّنَا مُخْبِرًا وَاٰمِرًا؛أَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ، بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ: إِنَّ اللّٰهَ وَمَلٰئِكَتَهٗ يُصَلُّوْنَ عَلَى النَّبِيِّ يَا أَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا؛اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى سَيِّدِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدٍ نُوْرِ الْقَلْبِ وَقُرَّةِ الْعَيْنِ وَعَلَى اٰلِ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَاَصْحَابِهٖ. فَيَا اَيُّهَا الرَّاجُوْنَ مِنْهُ شَفَاعَةً صَلُّوْا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا؛ اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى سَيِّدِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدٍ اِمَامِ الْحَرَمَيْنِ وَصَاحِبِ الْهِجْرَتَيْنِ وَعَلٰى اٰلِ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَاَصْحَابِهٖ.فَيَااَيُّهَا الْمُشْتَاقُوْنَ اِلٰى رُؤْيَا جَمَالِهٖ صَلُّوْا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا؛ اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى سَيِّدِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدٍ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ، لَا سِيَّمَا صَاحِبِ الْغَارِ وَالرَّفِيْقِ، اَفْضَلِ الْبَشَرِ بَعْدَ الْاَنْبِيَاءِ بِالتَّحْقِيْقِ، اَلسَّابِقِ إِلَى الْإِيْمَانِ وَ التَّصْدِيْقِ، اَلْمُؤَيَّدِ

مِنَ اللّٰهِ بِالتَّوْفِيْقِ، اَلْخَلِيْفَةِ الرَّاشِدُ اَمِيْرِ الْمُؤْمِنِيْنَ سَيِّدِنَا اَبِیْ بَكْرِنِ الصِّدِّيْقُ،
رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُ. وَعَلَی الزَّاهِدِ الْاَوَّابُ، اَلنَّاطِقِ بِالصِّدْقِ وَالصَّوَابُ،
مُزَيِّنِ الْمَسْجِدِ وَالْمِنْبَرِ وَالْمِحْرَابُ، اَلْمُوَافِقِ رَأْيُهُ لِلْوَحْیِ وَالْكِتَابُ،
اَلْخَلِيْفَةِ الرَّاشِدُ اَمِيْرِ الْمُؤْمِنِيْنَ سَيِّدِنَا اَبِیْ حَفْصٍ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابُ،
رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُ. وَعَلٰی جَامِعِ الْقُرْاٰنُ، كَامِلِ الْحَيَاءِ وَالْاِيْمَانُ، ذِی
النُّوْرَيْنِ وَالْبُرْهَانُ، مَنِ اسْتَحْيَتْ مِنْهُ مَلَائِكَةُ الرَّحْمٰنُ، اَلْخَلِيْفَةِ الرَّاشِدُ
اَمِيْرِ الْمُؤْمِنِيْنَ سَيِّدِنَا عُثْمَانَ بْنِ عَفَّانُ، رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُ. وَعَلٰی اَسَدِ
اللّٰهِ الْغَالِبُ، مَظْهَرِ الْعَجَائِبِ وَالْغَرَائِبُ، اِمَامِ الْمَشَارِقِ وَالْمَغَارِبُ،
اَلْخَلِيْفَةِ الرَّاشِدُ اَمِيْرِ الْمُؤْمِنِيْنَ سَيِّدِنَا عَلِیِّ بْنِ اَبِیْ طَالِبُ، كَرَّمَ اللّٰهُ وَجْهَهُ
وَ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُ. وَعَلٰی ابْنَيْهِ الْكَرِيْمَيْنُ، اَلسِّبْطَيْنِ
الشَّهِيْدَيْنُ، اَلطَّيِّبَيْنِ الطَّاهِرَيْنُ، اَلْاِمَامَيْنِ الْهُمَامَيْنُ؛ سَيِّدَيْنَا اَبِیْ مُحَمَّدِنِ
الْحَسَنِ وَ اَبِیْ عَبْدِ اللّٰهِ الْحُسَيْنُ، رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُمَا. وَعَلٰی
اُمِّهِمَا سَيِّدَةِ نِسَاءِ اَهْلِ الْجَنَّةُ، سَيِّدَتِنَا فَاطِمَةَ الزَّهْرَاءِ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی
عَنْهَا. وَعَلٰی جَمِيْعِ الْاَزْوَاجِ الْمُطَهَّرَاتِ اُمَّهَاتِ الْمُؤْمِنِيْنُ، وَالْبَنَاتِ
الطَّيِّبَاتِ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُنَّ اَجْمَعِيْنُ. وَعَلٰی عَمَّيْهِ الْمُعَظَّمَيْنِ عِنْدَ اللّٰهِ
وَالنَّاسُ، اَلْمُطَهَّرَيْنِ مِنَ الدَّنَسِ وَالْاَرْجَاسُ، سَيِّدَيْنَا اَبِیْ عُمَارَةَ حَمْزَةَ
وَاَبِی الْفَضْلِ الْعَبَّاسِ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُمَا. وَعَلَی السِّتَّةِ الْبَاقِيَةِ مِنَ
الْعَشَرَةِ الْمُبَشَّرَةُ، وَالَّذِيْنَ بَايَعُوْهُ تَحْتَ الشَّجَرَةُ، وَسَائِرِ الصَّحَابَةِ
وَالْقَرَابَی وَالْمُهَاجِرِيْنَ وَالْاَنْصَارُ ، وَمَنْ تَبِعَهُمْ بِاِحْسَانٍ اِلٰی يَوْمِ
الْقَرَارُ، رِضْوَانُ اللّٰهِ عَلَيْهِمْ اَجْمَعِيْنُ.

اَللّٰهُمَّ اَعِزَّ الْاِسْلَامَ وَالْمُسْلِمِيْنُ، وَاَعْلِ كَلِمَةَ الْحَقِّ وَالدِّيْنُ، اَللّٰهُمَّ

انْصُرِ الْاِسْلَامَ وَالْمُسْلِمِيْنُ، وَاخْذُلِ الْكَفَرَةَ وَالْمُبْتَدِعَةَ وَالْمُشْرِكِيْنُ، اَللّٰهُمَّ
شَتِّتْ شَمْلَ اَعْدَاءِ الدِّيْنُ، وَمَزِّقْ جَمْعَهُمْ يَا مُبِيْدَ الظَّالِمِيْنُ، اَللّٰهُمَّ دَمِّرْ
دِيَارَهُمْ، وَزَلْزِلِ الْاَرْضَ مِنْ تَحْتِ اَقْدَامِهِمْ يَاذَا الْجَلَالِ وَالْاِكْرَامُ.

اَللّٰهُمَّ كُنْ لَّنَا وَلَا تَكُنْ عَلَيْنَا، وَانْصُرْنَا وَلَاتَنْصُرْ عَلَيْنَا، وَانْصُرْنَا عَلٰی مَنْ
عَادَانَا، اَللّٰهُمَّ اجْعَلْ ثَاْرَنَا عَلٰی مَنْ ظَلَمَنَا، وَانْصُرْنَا عَلٰی مَنْ بَغٰی عَلَيْنَا، وَلَا
تَجْعَلِ الدُّنْيَا اَكْبَرَ هَمِّنَا، وَلَامَبْلَغَ عِلْمِنَا، وَلَاغَايَةَ رَغْبَتِنَا، وَلَا تُسَلِّطْ عَلَيْنَا
بِذُنُوْبِنَا مَنْ لَّا يَخَافُكَ فِيْنَا وَلَا يَرْحَمُنَا، يَا رَبَّ الْعَالَمِيْنُ. وَاكْتُبِ اللّٰهُمَّ السِّتْرَ
وَالسَّلَامَةَ وَالْعَافِيَةَ عَلَيْنَا وَعَلٰی عَبِيْدِكَ الْحُجَّاجِ وَالْغُزَاةِ وَالْمُقِيْمِيْنَ
وَالْمُسَافِرِيْنُ، فِیْ بَرِّكَ وَبَحْرِكَ وَجَوِّكَ مِنْ اُمَّةِ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ صَلَّی اللّٰهُ
عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ اَجْمَعِيْنُ. اَللّٰهُمَّ حَرِّرِ الْمَسْجِدَ الْبَابَرِیَّ وَالْمُقَدَّسَاتِ
الْاِسْلَامِيَّةَ مِنْ اَيْدِی الظَّالِمِيْنَ الْمُعْتَدِيْنُ رَبَّنَا اٰتِنَا فِی الدُّنْيَا حَسَنَةً وَّفِی الْاٰخِرَةِ
حَسَنَةً وَّقِنَا عَذَابَ النَّارِ. اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لَنَا وَلِوَالِدِيْنَا وَلِاَسَاتِذَتِنَا وَلِمَشَائِخِنَا
وَلِمَنْ لَهُ حَقٌّ عَلَيْنَا وَلِمَنْ اَوْصَانَا بِالدُّعَاءُ، وَلِجَمِيْعِ الْمُؤْمِنِيْنَ
وَالْمُؤْمِنَاتُ، وَالْمُسْلِمِيْنَ وَالْمُسْلِمَاتُ، اَلْاَحْيَاءِ مِنْهُمْ وَالْاَمْوَاتُ، رَبَّنَا اِنَّكَ
سَمِيْعٌ قَرِيْبٌ مُجِيْبُ الدَّعَوَاتُ، بِرَحْمَتِكَ يَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِيْنُ، وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ
رَبِّ الْعَالَمِيْنُ.

اِنَّ اللّٰهَ يَاْمُرُ بِالْعَدْلِ وَالْاِحْسَانِ وَاِيْتَاءِ ذِی الْقُرْبٰی وَيَنْهٰی عَنِ
الْفَحْشَاءِ وَالْمُنْكَرِ وَالْبَغْیِ، يَعِظُكُمْ لَعَلَّكُمْ تَذَكَّرُوْنَ.

اُذْكُرُوا اللّٰهَ تَعَالٰی يَذْكُرْكُمْ، وَادْعُوْهُ عَلٰی نِعَمِهٖ يَسْتَجِبْ
لَكُمْ، وَلَذِكْرُ اللّٰهِ تَعَالٰی اَعْلٰی وَ اَوْلٰی وَاَعَزُّ وَاَجَلُّ وَاَهَمُّ وَاَتَمُّ وَاَكْبَرُ.

❀❀❀❀❀